ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

شمارہ 7۔جلد 12

اپریل 2012 جمادی الاول ۱۴۳۳ھ



حضور نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک



مسائل دینیہ

دور حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث
کی روشنی میں مدلل حل

صبر



اداریہ

بلوچستان مسائل کی زد میں

صیاد کے دن تھوڑے ہیں

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

کلمة الحقیقه — ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم — اداریہ

بلوچستان ......مسائل کی زد میں

سعید آسوی کے قلم سے

وطن عزیز پاکستان جب سے معرض وجود میں آیا ہے، دلِ دشمناں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا چلا آرہا ہے۔ وہ روزِ اول سے اس کے وجود کے درپے ہیں اور اپنی ناپاک چالوں سے اس کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ازلی دشمن بھارت کو تو سرے سے اس کا وجود قبول ہی نہیں تھا۔ ابھی تک وہ آس لگائے بیٹھا ہے کہ یہ ایک بار پھر بھارت کا حصہ بن جائیگا۔ تاہم تمام تر ریشہ دوانیوں اور ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود اس کے لئے "بسا اے آرزو کہ خاک شد" والا معاملہ ہے۔ بھارت ہی نہیں، امریکہ، اسرائیل اور یورپ (شیطانی ارواح اربعہ) کو بھی پاکستان سے 'نفرت' صرف اس لئے ہے اور یہ سب مشترکہ طور پر اور کبھی فرداً فرداً پینترے بدل بدل کر طرح طرح کے وار اس لئے کر رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اور وہ اپنے لئے اسلام ہی کو تو سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا فضل و کرم اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت ہمیشہ اس کے شاملِ حال رہی، یہ ملکِ خداداد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ اب یہ دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت بن چکا ہے۔

دشمن اس بات کو سمجھ چکے ہیں کہ وہ طاقت کے زور پر پاکستان کو زیر نہیں کر سکتے چنانچہ اب نت نئی سازشوں اور زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے اس ملک کے اندر انتشار و خلفشار پیدا کر کے اپنے گھناؤنے مقاصد حاصل کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔ کبھی بنگلہ دیش بنانے کی سازش تو کبھی سندھو دیش کا شوشا، کبھی پختونستان کا سٹنٹ اور 'اب بلوچستان کی آزادی' کا مذموم نعرہ اس ملک کو پارہ پارہ کرنے کے لئے لگوایا جارہا ہے۔

اگر اربابِ اقتدار اس صورتحال کی سنگینی سے پوری طرح آگاہ ہو کر اس کی بہتری کے لئے کوشاں ہوتے تو ہمیں اس قدر تکلیف نہ ہوتی مگر اسی بات کا تو دکھ ہے کہ یہ سب آپس میں دست بگریباں ہیں۔ حاکم طبقہ ہی نہیں، اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے حکومت سے اتحاد کرنے والی جماعتوں کے لئے بھی سب سے بڑا مسئلہ 'کرسی کی حفاظت' ہے۔ جبکہ حزب اختلاف حکمران طبقے کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے تن من دھن وقف کئے ہوئے ہیں۔ فوج بشمول آئی ایس آئی حکومت کو سنجیدہ ہونے کے لئے مسلسل خبردار کر رہی ہے، نیز وطن عزیز کے خیر خواہ احساس ذمہ داری پیدا کرنے

کے لئے پیہم تقریری وتحریری جہاد کر رہے ہیں، تاہم ۔ کوئی امید بر نہیں آتی۔ تمام اہل پاکستان اس صورت حال پر پریشان ہیں جبکہ دشمن بغلیں بجا رہے ہیں کہ پاکستان اب ٹوٹا کہ اب (ان کے منہ میں خاک)۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ماضی میں صوبہ بلوچستان کو نظر انداز کیا گیا اور اسے ترقی دے کر دوسرے صوبوں کے برابر لانے کی خاطر خواہ کوششیں نہیں کی گئیں۔ اس کی ان محرومیوں کی وجہ سے جہاں نا اہل حکومتیں اور کرپٹ اور مفاد پرست حکمران رہے وہاں ایک وجہ اس کا اپنا جغرافیہ یعنی زمینی حقائق بھی ہیں اور وہ یہ کہ رقبے کے لحاظ سے یہ ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے تو آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا۔ یہی اس کی پسماندگی کا سبب بھی بنا۔ یعنی وسیع وعریض رقبے پر چھوٹی چھوٹی بستیوں کی صورت میں دور دور پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں کوئی بڑی تعلیمی درسگاہیں قائم نہ ہوسکیں جو کہ ترقی کے لئے ضروری تھیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر سہولتوں کے فقدان کا سبب بھی یہی رہا۔ چنانچہ ایک طبقے میں محرومیوں کا احساس پیدا ہوا جو وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتا گیا۔ مزید براں ہنر مند اور معیاری تعلیم کی کمی اور تربیت یافتہ مین پاور کی قلت کی وجہ سے یہاں کے قدرتی وسائل کو بھی بروئے کار نہ لایا جاسکا۔ اگر ایسا کیا جاتا تو ہمیں یقین ہے کہ ان سے وابستہ صنعتیں قائم ہوتیں اور کارخانے لگتے۔ کاروباری اور تجارتی مراکز اور شہر بھی وجود میں آتے تو یہاں تعلیم، صحت، کاروبار اور روزگار جیسی بنیادی ضرورتوں اور سہولتوں کی دستیابی کے سبب ترقی کے امکانات بھی روشن ہوجاتے مگر صد افسوس ایسا نہ ہوسکا۔

لیکن یاد رہے! بلوچستان کی حالیہ صورتحال کے اصل محرک امریکہ وانڈیا ہیں جب کہ بلوچ آزادی موومنٹ کے قافلہ سالار بگٹی، مری اور مینگل سرداران کے آلہ کار ہیں۔ جنہیں بے انتہا پیسہ اور اسلحہ فراہم کیا جا رہا ہے۔ (بلوچستان کی اکثریت آج بھی پاکستان کیساتھ ہے) یہ لیڈرز عدم مساوات کے علاوہ پاکستانی ایجنسیوں کے ہاتھوں اپنے ہزاروں افراد کے لاپتہ ہونے کا زور شور سے پرچار کر رہے ہیں جبکہ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق بھی ان کی تعداد محض 47 ہے۔ جبکہ دوسری طرف انہی 'آزادی پسندوں' نے 500 سے زیادہ فوجی افسروں اور جوانوں کو (محض 2006ء سے 2011ء تک) شہید کیا ہے۔ متعدد پنجابیوں کو بھی ان مٹھی بھر شدت پسندوں نے اپنی جارحانہ کارروائیوں کا ناحق نشانہ بنایا ہے۔ تصویر کا یہ رخ ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ 2006ء میں 77 افسر وجوان شہید ہوئے۔ 2007ء میں 30، 2008ء میں 101، 2009ء میں 80،

مسائل کا حل: ہمارے نزدیک بلوچستان کے مسائل کے حل کے لئے ان اقدامات کی فوری اور اشد ضرورت ہے۔

1: بلوچستان کی صورتحال کے گہرے جائزے، مسائل کے صحیح ادراک اور ان کے حل کے لئے مخلص افراد پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے۔

2: بلوچستان کے وسائل کا بڑا حصہ بلوچستان کے لئے ہی مختص کیا جائے۔

3: نواب اکبر بگٹی کے واقعہ قتل پر کمیشن تحقیق کرے، اگر ان کا قتل ناحق ٹھہرے تو قاتل کو عبرتناک سزا دی جائے۔ (قانون کے مطابق)

4: طرفین میں سے ناحق مارے جانے والوں کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے اور نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔

5: ناگزیر حالات ہی میں فوج کا استعمال کیا جائے اور عوام بلوچستان کو یہ باور کرا کے کہ فوج ان کے جان و مال کے تحفظ کے لئے ہے، مخالفین کے پروپیگنڈے کا توڑ کیا جائے۔

6: جو لوگ لاپتہ ہیں، ان کی بازیابی اور آئندہ اس سلسلے کی روک تھام کیلئے اداروں کو باقاعدہ منصوبہ بندی سے موثر انداز سے حرکت میں لایا

جائے۔

7 : قتل وغارت، لاشیں مسخ کر کے پھینکنے کے واقعات کی مکمل چھان بین کر کے ذمہ دار افراد کو عدالتی نظام کے ذریعے سزائیں دی جائیں۔

8: میڈیا کے ذریعے موثر انداز سے عوام بلوچستان کو پاکستان دوستی کا درس دیا جائے اور اغیار کی سازشوں سے خبردار رہنے کی تلقین کی جائے۔

حکومت، ادارے، افواج اور درد دل رکھنے والے قومی لیڈروں سے گذارش ہے کہ خصوصی دلچسپی لے کر ان تجاویز پر ہنگامی بنیادوں پر عملدرآمد کرائیں تو چند ماہ میں حالات معمول پر آجائیں گے کہ ابھی ۱۹۷۱ء والے حالات پیدا نہیں ہوئے۔ یوں امریکہ، انڈیا اور ملک دشمن طاقتوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

آخر میں ہم اپنے بلوچی بھائیوں سے مخاطب ہیں۔ اے میرے بلوچستان کے عظیم بہادر بھائیو! آپ نے ہمیشہ اپنے پیارے ملک سے وفاداری کی اور وطن عزیز کی خاطر ہر قربانی دی۔ اس کے لئے نہ صرف پنجاب کے لوگ بلکہ پورا ملک ہی آپ کا معترف و ممنون ہے۔ یہ درست ہے کہ آپ کے پیروں میں معمولی چپل ہے لیکن اس کے نیچے بیش بہا خزانے موجود ہیں اور آپ کی ہر ایک انچ زمین معدنی ذخائر سے مالا مال ہے۔ جس کے لئے نیز اس کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر امریکہ و بھارت اسے باقی ملک سے جدا کر کے اپنے اڈے بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ وہ ایک مرتبہ پھر تمہیں ہم سے علیحدہ کرنے کے لئے تمہارے دلوں میں ملک سے نفرت اور خاص طور پر پنجاب کے لوگوں کے لئے بغض بھر رہے ہیں۔ آپ کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ آپ کے ساتھ ہمارا لا الہ الا اللہ کا کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔ جب کہ یہود و ہنود کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے۔ وہ خدا اور سول کے بھی دشمن ہیں، اہل ایمان کے بھی۔

یایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاء کم من الحق

(سورہ الممتحنہ: پ ۲۸۔ آیت ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ (کنز الایمان)

میرے پیارے بلوچی بھائیو! ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، پاکستان کے محب وطن شہری کا ثبوت دیتے ہوئے علیحدگی کا نعرہ لگانے کی بجائے ملک کے ساتھ منسلک رہتے ہوئے اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرو اور اپنے اوپر امریکہ و بھارت کا سایہ بد نہ پڑنے دو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیه الصلوٰة و التسلیم

مرزائیت کیخلاف گرینڈ آپریشن............ایک قابل تقلید مثال

کسے معلوم نہیں کہ مرزائیت اس دور کا ایک بہت بڑا فتنہ ہے جس نے اسلام دشمنی کے ریکارڈ قائم کر رکھے ہیں۔ اس فتنے کا تدارک عصر حاضر کی اشد ترین ضرورت ہے، ورنہ سادہ لوح مسلمان ان کے جھانسے میں آ کر سرمایۂ ایمان سے محروم ہوتے رہیں گے۔ اسی جذبے سے سرشار ہو کر شیران اسلام تحصیل نارووال نے 11 مارچ 2012ء سے "قادیانیت کیخلاف گرینڈ آپریشن" کے نام سے ایک زبردست مہم کا آغاز کیا جو ہنوز جاری ہے۔ جس میں شیران اسلام کے کارکنوں نے پوری تحصیل کی ہر دکان، بنک، ڈاکخانے، سکول اور کالج میں فتنۂ قادیانیت سے آگاہی کیلئے

ہزاروں کی تعداد میں مفت لٹریچر تقسیم کیا۔ مساجد کے نمازی، راہ گیر، وکلاء، ڈاکٹرز اور اکاؤنٹس آفس سمیت لاتعداد شہری اس سے مستفید ہوئے۔ مساجد میں قادیانیت کے خلاف اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ آویزاں کئے گئے۔ جابجا سٹکرز چسپاں کئے گئے جن میں عوام الناس کو مرزائیت سے ہوشیار رہنے کی تحاریر رقم تھیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ ان مراحل سے گزرنے کے بعد شیران اسلام نارووال کے قائدین واراکین نے اب دیہاتوں کے دورے شروع کر رکھے ہیں۔ ہر فرد اس عزم کے ساتھ میدان عمل میں ہے کہ ہم نے گھر گھر میں ختم نبوت کا پیغام پہنچانا ہے۔ شہر بھر سے اور اب دیہاتوں سے بھی یہ اطلاعات مسلسل مل رہی ہیں کہ ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ مرزائیت اس قدر خطرناک اور الحاد وضلالت والا مذہب ہے۔ شیران اسلام نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ فللہ الحمد۔ بڑے بڑے مقامی علماء نے فونز کے ذریعے اور بعض نے ملاقات کر کے اس حقیقت کا اعترف کیا ہے کہ نارووال کی تاریخ میں اس سے قبل اس قدر موثر اور بڑے پیمانے پر ختم نبوت کا کام یہاں نہیں کیا گیا۔ اس مہم کی سر پرستی جناب علامہ اکبر علی صاحب (مہتمم الکرم ضیاء القرآن اسلامک سنٹر نارووال)، صوفی محمد بوٹا صاحب (پرنسپل زہرا پبلک سکول) اور صوفی باصفا جناب حاجی امجد حسین صاحب (مہتمم جامعہ مسجد بہار مدینہ) فرما رہے ہیں۔ جبکہ اس کے روح رواں جناب رانا شہریار چودھری تحصیل امیر شیران اسلام نارووال اور رانا محمد الیاس صاحب ناظم اعلیٰ شیران اسلام نارووال ہیں۔ دونوں حاجی امجد حسین صاحب (مذکور) کے ہونہار فرزند اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، عمل اور عشق میں برکت عطا فرمائے۔ چند اراکین جنہوں نے ختم نبوت کی اس تحریک میں زبردست کردار ادا کیا، ان کے نام حوصلہ افزائی کے لئے یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

محمد آصف، محمد نبیل، محمد ولید، عبد الرحمٰن، محمد کامران، محمد فرحان، محمد زبیر، محمد مبشر، صداقت علی، محمد کاشف، محمد خرم، اور بعد ازاں عزیزم محمد عرفان صفدر باجوہ اور حافظ محمد مبشر باجوہ صاحب بھی شریک سفر ہو گئے جو میرے شیخ کریم کے نہایت سعادت مند غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے کارہائے نمایاں پر اجر عظیم عطا فرمائے۔

راقم الحروف 'الحقیقہ' کے اس اداریئے کی وساطت سے پاکستان بھر میں موجود شیران اسلام کے عہدیداران واراکین سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے سدباب کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوششیں کیجئے، یہی ہمارے قائد ورہبر، ہمارے شیخ کریم حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا پیغام ہے اور یہی جانشین حضور مفکر اسلام صاحبزادہ عطاء الحق نقشبندی کی بھی ہدایت ہے۔

وما علی الا البلاغ

لباسِ نبوی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم

﴿تحریر حافظ محمد قاسم خان﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس طرح انسان کے علم وادب اور ہنر سے اس کی شخصیت کا اظہار ہوتا ہے، اسی طرح اس کی شخصیت کا واضح اظہار اس کے لباس سے بھی ہوتا ہے۔ اس کی وضع قطع قصر وطول، رنگت، معیار صفائی اور ایسے ہی مختلف پہلو بتا دیتے ہیں کہ یہ اس لباس میں ملبوس شخصیت کس ذہن و کردار سے آراستہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لباس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رفقاء نے جو معلومات دی ہیں وہ بڑی حد تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذوق کو نمایاں کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لباس کے معاملے میں درحقیقت اس آیت کی عملی شرح پیش فرمائی ہے

ینی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سترا تکم و دیشاً ط . ولباس التقویٰ ذالک خیر (الاعراف)

ترجمہ: اے اولاد آدم! میں نے تمہارے ستر ڈھانکنے والا اور تمہیں زینت دینے والا لباس تمہارے لئے مقرر کیا ہے اور لباس تقویٰ بہترین لباس ہے۔

لباس کا دوسرا پہلو:

سر بنیل تقیکم الحسرو سربیل تقیکم باسکم (النحل)

ترجمہ: تمہیں گرمی سے بچنے اور جنگ میں محفوظ رکھنے کے لئے قمیض اور زرہیں فراہم کیں۔

کے الفاظ میں بیان ہوا۔ گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لباس ساتر تھا اور براہیں ہمہ لباس تقویٰ تھا۔ اس میں ضرورت کا بھی لحاظ تھا۔ وہ چند کڑے اخلاقی اصولوں کی پابندی کا مظہر بھی تھا اور ذوق سلیم کا ترجمان بھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کبر وریا سے بُعد تھا اور ٹھاٹھ باٹھ سے رہنا پسند نہ تھا۔ بلکہ دوسری قوموں خصوصاً مذہبی طبقوں کے مخصوص فیشنوں کی تقلید اور نقالی کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ممنوع ٹھہرایا۔ تاکہ امت بھی اپنی خودی اور عزت نفس برقرار رکھے۔ نیز فیشن اور لباس کی تقلید نظریات و کردار کی تقلید پیدا کرنے کا سبب نہ بن سکے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسلامی تمدن کے تحت فیشن آداب اور ثقافت کا ایک نیا ذوق پیدا کر دیا۔ لباس میں موسمی تحفظ، ستر، سادگی، لطافت و نفاست اور وقار کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خاص لحاظ تھا۔

اگر ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لباس کو وقت کے تمدنی دور اور عرب کی موسمی اور جغرافیائی اور تمدنی ضروریات و مروجات کے نقشے

میں رکھ کر دیکھیں تو وہ بڑے معیاری ذوق کا آئینہ دار ہے۔ آیئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لباس پر ایک نظر ڈالیں۔

عن ام سلمہ قالت لم یکن ثوب احب الیٰ رسول اللہ من القمیص ۔ (باب لبس القمیض ابن ماجہ)

ترجمہ: ام سلمہ نے فرمایا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کرتا سے زیادہ کوئی کپڑا محبوب نہ تھا۔

کرتا: کرتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بہت محبوب تھا۔ سینہ پر اس کا گریبان تھا۔ کبھی کبھی اس کی گھنڈیاں کھلی ہوتی تھیں۔ کرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے تھے نہ زیادہ کھلی۔ درمیانی ساخت پسند تھی۔ آستین کلائی ہاتھ کے جوڑ تک پہنچتی۔ سفر (خصوصاً جہاد کے لئے جو کرتا پہنتے اس کے دامن اور آستین کا طول ذرا کم ہوتا۔ قمیض کا گریبان سینے پر ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار (موسمی تقاضے سے) کھلا بھی رکھتے اور کبھی اسی حالت میں نماز بھی ادا فرما لیتے۔ کرتا پہنتے ہوئے سیدھا ہاتھ پہلے ڈالتے پھر الٹا۔ صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دیتے۔ داہنے ہاتھ کی فوقیت اور اچھے کاموں کے لئے داہنے ہاتھ کا استعمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سکھائی ہوئی اسلامی ثقافت کا ایک اہم عنصر ہے۔

لنگی یا تہبند: لنگی یا تہبند استعمال فرمایا جسے ناف سے ذرا نیچے باندھتے اور نصف ساق تک (ٹخنوں سے ذرا اونچا) سامنے کا حصہ قدرے زیادہ جھکا رہتا تھا۔ (ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے۔

سویسین قیس قال اقانا لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فساومنا سراویل باب لبس السرویل ابن ماجہ)

پاجامہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منیٰ کے بازار میں پاجامہ بکتا دیکھا تو پسند فرمایا اور خود ہی خرید فرمایا (اختلاف ہے کہ پہنا ہے یا نہیں) اور وہ پاجامہ آپ کے ترکے میں موجود بھی تھا۔

اس کی خرید کا واقعہ دلچسپ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کو ساتھ لئے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بازار گئے اور بزازوں کے پاس تشریف لے گئے چار درہم پر پاجامہ خریدا۔ بازار میں اجناس کو تولنے کے لئے ایک خاص وزن مقرر تھا۔ وزن کرتے وقت اس سے کہا "اسے جھکتا ہوا تولو"۔ (اتذن وازجح)

وازن کہنے لگا کہ یہ الفاظ میں نے کبھی کسی اور سے نہیں سنے۔ وازن نے حیران کن انداز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھا تو حضرت ابو ہریرہ نے توجہ دلائی کہ (الا تعوف نبیک یعنی تم اپنے نبی کو نہیں پہچانتے؟) بہر حال وزن کروایا اور پاجامہ لے کر چلے آئے۔ حضرت ابو ہریرہ نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسے پہنیں گے۔ تعجب غالباً اس بات پر ہوا ہوگا کہ ایک تو دیرینہ معمول میں ایسی نمایاں تبدیلی عجیب لگے گی دوسرا پاجامہ تو اہل فارس کا لباس تھا اور تشبیہ اجزا کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبول فرماتے تھے۔ آپ نے جواب دیا "ہاں پہنوں گا، سفر میں بھی، حضر میں بھی، رات کو بھی۔ کیونکہ مجھے حفظ ستر کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ستر پوش لباس اور کوئی نہیں ہے۔

ٹوپی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک سے ٹوپی چمٹی ہوئی ہوتی تھی اور اونچی ٹوپی بھی استعمال نہیں فرمائی۔ ابو کبشہ اغاری سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کی بھی ٹوپیاں چپٹی، سر سے لگی ہوتی تھیں۔ اونچی نہیں ہوتی تھیں۔

عمامہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی کا التزام رکھتے تھے اور فرماتے ہیں کہ ہم میں اور مشرکین میں فرق یہ

ہے کہ ہم ٹوپیوں پر امامہ باندھتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دو شانوں کے درمیان لٹکا لیتے احادیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر اور جنگ حنین میں میری مدد کے لئے ایسے فرشتے اتارے جو عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ سر پر عمامہ باندھنا آقا علیہ السلام کو خاصا پسند تھا۔ عمامہ شریف نہ بہت بھاری ہوتا اور نہ بہت چھوٹا۔

ایک روایت کے مطابق ۷ گز لمبائی ہوتی تھی۔ عمامہ کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے اور کبھی تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے شملہ کو پھیلا کر سر پر ڈال لیتے اور اسی طرح موسمی حالات تقاضا کرتے تو آخری حصہ ٹھوڑی سے نیچے سے لے کر گردن کے گرد لپیٹ لیتے تھے اور کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) پٹی کی طرح سر پر باندھ لیتے اور ایک رائے یہ ہے کہ ایسا بیماری (خصوصاً دردسر) کی حالت میں ہوا۔ بر بنائے نظافت عمامہ کو تیل کی چکنائی سے بچانے کے لئے ایک خاص کپڑا (عربی نام قناع) بالوں پر استعمال فرماتے جیسے کہ آجکل بھی بعض لوگ ٹوپیوں کے اندر کاغذ یا سلولائیڈ کا ٹکڑا رکھ لیتے ہیں۔ یہ دھجی چکنی تو ہو جاتی ہے مگر نظافت کا حال یہ تھا کہ (اللہ اکبر) اسے بھی میلہ یا گندہ نہیں دیکھا گیا۔

سفید کے علاوہ زرد (غالباً مٹیالا، خاکستری مائل) رنگ کا عمامہ بھی باندھا ہے۔ جیسے کہ احادیث مبارکہ میں ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دخل یوم فتح مکہ و علیہ سوداء

ترجمہ: ابن عمر نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

ایک روایت عمر بن حریث اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:

قال رائت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یصطب علی المنبر و علیہ عمامہ سوداعة۔

(باب العمامہ السوداء۔ ابن ماجہ)

عمر بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو منبر پر سیاہ رنگ کا عمامہ پہنے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

عمامہ کے نیچے کپڑے کی ٹوپی بھی استعمال میں رہی اور اسے پسند بھی فرمایا۔ نیز عمامہ کے ساتھ ٹوپی کا یہ استعمال گویا کہ اسلامی ثقافت کا ایک مخصوص طرز تھا اور اسے آپ نے مشرکین کے مقابلے پر امتیازی فیشن قرار دیا اور کبھی آقا علیہ السلام گھر میں عمامے کے علاوہ خالی ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔

چادر: یمنی چادر جس پر سرخ خطوط ہوں آپ کو بہت مرغوب ہوتی۔ جو بردہ یمانی کے نام سے مشہور تھی۔ خالص سرخ سے آقا علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ آپ کی چادر تقریباً چار گز لمبی اور ڈہائی گز چوڑی ہوتی تھی۔ کبھی چادر کو لپیٹتے اور کبھی ایک پہلو سیدھے بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے اور یہی چادر کبھی بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور بعض اوقات اسے تہہ کر کے تکیہ بھی بنا لیتے اور کبھی دوسرے ممالک کے وزراء آتے تو ان معزز ملاقاتیوں کی تواضع کے لئے اپنی چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔

نیا لباس: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی امامہ قال لبص عمر بن الخطاب ثوباً جدید افقال الحمد اللہ الالذی لسبہ انی ما اواری بہ عورتی و

اتجمل به فی حیاتی ثمہ عمد الیٰ التوب الذی اخلق نو القی فتصدق کان فی کیف اللہ و فی حفظ اللہ و فی سر اللہ میا و حینا قالہا ثلاثاً۔

ابوعمامہ فرماتے ہیں کہ نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر کے بدن پر ایک سفید کرتا دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کپڑا دھلا ہوا ہے یا کہ نیا ہے۔ حضرت عمر نے عرض کیا نہیں دھلا ہوا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نیا کپڑا پہنو، عمدہ زندگی گزارو اور شہید ہو کر مرو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب بھی نیا کپڑا پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے ساتھ بالعموم جمعہ کے دن اور کبھی کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فاضل جوڑا نہیں رکھا۔ اور خود ہی کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے، خود ہی ان کی مرمت فرماتے تھے۔ احتیاطاً گھر میں دیکھ لیتے کہ مجمع میں بیٹھنے کی وجہ سے مجالس اور نمازوں میں میلے کپڑوں والے لوگ بھی آتے تھے اور صفائی کا عام معیار بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلسل تربیت کر کے برسوں میں بلند کیا۔ جہاں ایک طرف فقر و سادگی کی وہ شان تھی وہاں دوسری طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو رہبانیت کا سدباب بھی کرنا تھا اور اس اصول کا مظاہرہ بھی مطلوب تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمت (رزق) کا اثر بندے سے عیاں ہو۔ آپ اعتدال پسند تھے اور انتہا پسندی سے امت کو بچانا مطلوب ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تنگ آستین کا رومی جبہ بھی پہنا (بخاری و مسلم) سرخ دھاری دار کا اچھا جوڑا بھی زیب بدن فرمایا۔ طیلسانی قسم کا کسروانی جبہ بھی کبھی کبھی پہنا۔ جس کے گریبان کے ساتھ ریشمی گوٹ لگی ہوتی تھی۔ ایک بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ۲۷ اونٹوں کے بدلے میں ایک قیمتی جوڑا خرید فرمایا اور پہنا اور اس کے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ اصلیہ یہ تفسیر تھی اس قول قرآنی کی کہ ''پوچھو کون ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زینت کو حرام کرنے والا'' بس یہ ہے معمول زندگی عام سادگی تھا۔ کپڑے کے لئے سب سے بڑھ کر سفید رنگ مرغوب خاطر تھا۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خیر ثیابکم والباص فاتسہا و کفینوا فیہا موتا کم

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمہارے لئے بہترین کپڑے سفید ہیں، انہیں پہنا کرو اور انہیں میں مردوں کو کفن دیا کرو، کیونکہ یہ بہت زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں اور ابی داؤد روایت کرتے ہیں۔

عن الی الرد اء قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان احسن زر کم اللہ بہ فی قبور کم و مساجد کم والبیاض (باب البیاض من الشیاب . ابن ماجہ)

آقا علیہ السلام کو سفید کے بعد سبز رنگ بھی پسندیدہ تھا۔ جیسا کہ عن سمرہ والی روایت میں ہے، بہر کیف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سبز رنگ پسند فرماتے تھے اور اس کے برعکس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خالص سرخ رنگ کو بہت ہی ناپسند فرمایا اور کچھ ایسے لباس بھی ہیں جن کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ممنوع قرار دیا ہے۔ ان کا ذکر بھی انتہائی ضروری سمجھتا ہوں۔ فرمایا:

عن ابی سعد الخدری ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم نہیٰ عن لبستن فاما اللبستان فاشتمال الصماء ولا حتباء فی الثوب الوحد لبس علیٰ فرجہ منہ شیء.

ترجمہ: ابوسعد خدری روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دولباسوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک اشتمال الصماء اور دوسرا احتباء۔ یعنی ایک کپڑے کو بدن پر ایسے لپیٹنا جس سے ستر کھلا رہے اور اشتمال الصماء سے مراد یہ ہے کہ بدن پر ایسے لپیٹنا کہ کوئی عضو بغیر تکلیف کے حرکت نہ کر سکے اور احتباء کے معنی خود ہی فرما دئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسے لباس کو استعمال میں لانے سے بھی منع فرمایا جو شہرت اور ناموری کے لئے پہنا جائے۔

عن ابن عمر قال الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ یوم القیمۃ ثوب مذلۃ؛

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دین میں شہرت اور ناموری کے لئے کپڑے پہنے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ اور ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو ذلت کا لباس پہنائے گا اور پھر اس میں آگ لگا دے گا۔

جرابیں: جرابیں اور موزے بھی حضور علیہ السلام کے استعمال میں رہے۔ سادہ اور عام بھی اور پھر اعلیٰ قسم کے بھی۔

عن ابن بریدہ عن ابیہ ان النجا شی اھدی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم خضبن سازجین اسودین فلسھا (باب الخفاف السود . ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت بریدہ نے فرمایا کہ نجاشی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سیاہ رنگ کے دو سادہ موزے روانہ کئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں پہنا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نجاشی نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو موزے بطور تحفہ دئے تھے اور پھر اسی طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور علیہ السلام کو موزے تحفے میں پیش کئے تھے اور ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھٹنے تک استعمال فرمایا۔

نعلین پاک: عن عبد اللہ بن عباس قال کان لنعل النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم قباک کہ مثنی شررز کھما

ترجمہ: ابن عباس روایت کرے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نعلین مبارکین کے آگے دو تسمے ہوا کرتے تھے۔ یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چپل استعمال فرماتے تھے۔ (باب ابن ماجہ)

عاشقوں کے امام، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں

جن کے تلوؤں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مسائل دینیہ

﴿حضرت علامہ مولانا علامہ مفتی نصر اللہ صاحب آسوی مدنی﴾

سوال (۱) میت کے غسل کے احکام (۲) قبرستان کے آداب (۳) مزار کے آداب (۴) عام آدمی کی قبر پر سفید چادر ڈالنا کیسا ہے؟ (۵) میت اگر جل جائے تو غسل کیسے دیا جائے گا۔ قیصر جاوید وارثی اسلام آباد شیرانِ اسلام پاکستان

میّت کے نہلانے کا بیان

مسئلہ . میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ : نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یونہی کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔

مسئلہ : ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ : نہلانے والا با طہارت ہو، جب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیزگار ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ : نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہوگیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں، کہ حدیث میں ارشاد ہوا" : اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اُس کی برائیوں سے باز رہو۔ (جوہرہ نیرہ) (مسئلہ . اگر کوئی بدمذہب مرا اور اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ . نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میت کے بدن سے بُو آئے تو اسے پتہ نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدر ضرورت اعضائے میت کی طرف نظر کرے بلاضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔ (جوہرہ)

مسئلہ :اگر وہاں اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ :جنب یا حیض ونفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ :مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ (عالمگیری)

مسئلہ :عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی، اگر چہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہذا غسل نہیں دے سکتی۔

مسئلہ :عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ موںھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم)

مسئلہ :نہلانے کے بعد اگر ناک کان موںھ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔4)) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ :میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال موںڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔5)) (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

میت اگر جل جائے تو غسل کیسے دیا جائے ؟

مسئلہ :میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی، تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔ (عالمگیری)

جو حصہ جل ہوا ہو غسل دینا مشکل ہو تو کپڑا گیلا کر کے اس حصہ پر پھیر دیں باقی کو غسل دے دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کا کفن اس کے والدین کے ذمہ ہے یہ بہت بڑی جہالت ہے عورت نے ساری زندگی جس کی خدمت کی اس کے بچوں کو پالا اس کے گھر کا اسے کفن نصیب نہیں اگر عورت نے کوئی مال چھوڑا ہے تو خاوند اس کا تو وارث بن رہا ہے لیکن کفن دینے کے لئے تیار نہیں بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے۔

مسئلہ :عورت نے اگر چہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

کفن پہنانے کا طریقہ:

مسئلہ : کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر مونھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلاف سُنت ہے پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔1)) (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

لاش پھٹ گئی تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا کافی ہے۔(عالمگیری، درمختار)

جوتے میں نماز جنازہ ادا کرنا: بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے، بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔

کن لوگوں کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا:

مسئلہ :ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگر چہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں۔

() باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

() ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

() جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

() جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

() شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

() جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

() جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

اسی طرح منافق و بے دین کا جنازہ پڑھنا منع ہے اللہ تعالی نے فرمایا: ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔سورہ التوبہ:۸۴)

مسئلہ :جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے،مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی کی ہو، جوشخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

نماز جنازہ میں دو رکن ہیں :() چار بار اللہ اکبر کہنا () قیام

مسئلہ :نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں:

() اللہ عزوجل کی حمد وثنا۔ () نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ () میت کے لیے دُعا۔

مسئلہ :چوتھی تکبیر کے بعد جوشخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ (درمختار)

() میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میت ہے تو اُس کا کوئی حصہ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ : کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔4)) (درمختار)

مسئلہ :چند جنازے کی ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ھذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔

مسئلہ:مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقر کا اوّل وآخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ سے مُفۡلِحُوۡنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔ 5)) (جوہرہ)

مسئلہ :دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (جوہرہ وغیرہا)

قبروں کا احترام: مسئلہ :قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (عالمگیری، درمختار) اسی طرح جنت البقیع مدینہ منورہ کے قبرستان کے اندر جا کر دعا نہ مانگیں بلکہ باہر ہی سے دعا مانگیں کہا جاتا ہے کہ وہاں قبروں کے اوپر رستے بنائے گئے ہیں۔

مسئلہ :اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا، فرمایا" :جوتے اتار دے، نہ قبر والے کو تُو ایذا دے، نہ وہ تجھے۔

زیارتِ قبور: مسئلہ :زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں

افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکرِ شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔ (ردالمحتار)

مزارات اولیاء پر حاضری کا طریقہ: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز با ادب سلام عرض کرے السلام علیک یا سیدی ورحمة الله وبرکاته پھر درودِ غوثیہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ علی سیدنا ومولانا محمدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَآلِهٖ وبارِكْ وَسَلِّمْ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار اور وقت فرصت دے تو سورہ یٰسین اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے، جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے، اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص۵۲۲ طبع رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزارات پر چادر چڑھانے کا حکم: اولیاء اللہ اور علماء کبار کے مزارات پر ان کی تعظیم کے نقطۂ نظر سے چادر چڑھانا جائز ہے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی لکھتے ہیں: میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ رہے ہم تو ہمیں لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا چاہئے۔ (لواقح الانوار قدسیہ ص۵۹۳) شرح مسلم ج۲ ص۸۱۵)

اس سے پتہ چلا کہ عام لوگوں کی قبروں کو سادہ ہی رہنا چاہئے تا کہ اولیاء کرام کے مزارات سے امتیاز رہے جس طرح عام لوگوں کو علماء کا لباس نہیں پہننا چاہئے تا کہ لوگ دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ شاید یہ بھی کوئی عالم یا مفتی ہے۔

سوال: حافظ صاحب ہمارے سوال یہ ہے کہ ہماری کمپنی میں ہمارے سیلز آفیسر کا کہنا ہے کہ نیاز صرف اللہ کے نام کی ہے غیر اللہ کی نیاز نہیں اور قرآن میں کہیں نہیں لکھا ہے۔ تفصیل سے جواب دیں۔ اللہ آپ کے علم میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

شہزاد عطاری۔ راشد صاحب شاہدرہ لاہور

جواب آپ کے سیلز آفیسر صاحب شرعی نذر اور عرفی نذر و نیاز کے فرق سے ناواقف ہیں اس لئے غلط فہمی کی بنا پر عرفی نذر و نیاز کو شرعی پر قیاس کر کے ناجائز کہہ رہے ہیں اگر وہ دینی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تو انہیں فرق معلوم ہو جاتا اور حقیقت ان پر واضح ہو جاتی۔ فقہاء کی تصریح کے مطابق غیر اللہ کے لئے شرعی نذر ماننا ناجائز اور گناہ ہے۔ ہاں عرفی نذر بمعنی نذرانہ یا ایصالِ ثواب جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں: عام مشاہدہ ہے کہ عوام کسی گم شدہ شخص یا مریض کے لئے یا اپنی کسی حاجتِ ضروریہ کے لئے نذر مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر میرا گم شدہ شخص لوٹ آئے یا بیمار تندرست ہو جائے یا میری حاجت پوری ہو جائے تو میں آپ کے لئے اتنا سونا سا اتنا کھانا پیش کروں گا یہ

نذر بالا جماع باطل ہے۔ ہاں نذر معروف کے جواز کی صرف یہ صورت ہے کہ نذر ماننے والا یہ کہے کہ اللہ میں تیرے لئے نذر مانتا ہوں اگر تو میری یہ حاجت پوری کر دے تو میں فلاں مزار کے فقراء کو کھانا کھلاؤں گا یا اس شیخ کے مسجد یا مدرسہ کی چٹائیاں خریدوں گا تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸ ،الدر المختار ج ۲ ص ۱۷۵) باقی رہا ایصال ثواب تو یہ مخلوق کے لئے ہوگا اللہ کے لئے نہیں ہوسکتا۔ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین کے شہید لکھتے ہیں: پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ ،عرس، نذر، نیاز اموات میں شک وشبہ نہیں ہے۔(صراط مستقیم ص.۵۵)

جب کبھی میت کو نفع پہچانا منظور ہو تو اُسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھیں اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ واخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔(صراط مستقیم ص:۶۵) پہلے طالب کو چاہئے کہ باوضو دوزانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز ونیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔(صراط مستقیم ص:۱۱۱)

اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں .اگر شخصے بزے را در خانہ پرورکند تا گوشتِ او خوب شود او راذبحہ کردہ وپختہ فاتحہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخوانده بخوراند خللے نیست۔ یعنی اگر کوئی آدمی گھر میں ایک بکرا پرورش کرے یہاں تک کہ وہ خوب موٹا ہو جائے پھر اُس کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر اس پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر لوگوں کو کھلا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ صراط مستقیم

یہی اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں: کہ حضرت سعد بن معاذ صحابی کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتی ،اگر میں اس کے لئے کچھ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔(صراط مستقیم ص:۵۵۵)

وحید الزماں غیر مقلد مترجم صحاح ستہ کا عقیدہ: رہی غیر اللہ کی نذر تو یہ صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموات میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے اور اس کی صراحت مولانا عبدالعزیز دہلوی اور مولانا اسحٰق اور دوسروں نے کی ہے اور بعض نے کہا اس عمل کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی لہذا بدعت قرار پائے گی جب کہ دوسروں نے اس کے جواب میں کہا! اس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور وہ حضرت ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیر حاء کنویں کے لئے کہا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب ہے اور دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف صدقہ ہے۔(بخاری حدیث:۱۴۶۱، ۲۷۵۸ کتاب الوصایا باب من تصدق الی وکیلہ ،مسلم :۹۹۸، مشکوۃ حدیث.۱۹۴۵ کتب الزکوۃ باب افضل الصدقہ) میں کہتا ہوں! یہ عمل تمام صوفیاء کرام کے درمیان بغیر اختلاف وانکار متداول اور مروّج ہے۔(ہدیۃ المہدی مترجم ص.۷۶) ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیاء واولیاء کی نیاز ہے، پس اگر نیاز کا معنی ہدیہ تحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اُس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو راجح صورت کی حیثیت سے حلال ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور اگر راجح کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے۔(ہدیۃ المہدی مترجم ص:۷۸)

سوال: بعض علماء وقاری حضرات ختم شریف کے بعد جب دعا مانگتے ہیں تو کہتے ہیں جو کچھ پڑھا گیا ہے اس کا ثواب اے اللہ تیری بارگاہ میں پیش

کرتے ہیں ان کا ایسا کہنا کیسا ہے کیونکہ نیک اعمال کا ثواب تو اللہ تعالی بندوں کو عطا فرماتا ہے اور یہ ثواب اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں ان کا ایسا کہنا کیسا ہے۔ مفصل جواب عطا فرمادیں۔ (محمد جاوید اقبال رضا قادری رضوی بمقام کھارامیگا ضلع نارووال سیالکوٹ)

نیک اعمال کا ثواب اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش کرنے والے بالکل جاہل معلوم ہوتے ہیں ایسا کہنے والے حافظ وقاری تو ہو سکتے ہیں عالم نہیں ہو سکتے انہیں تعلیم حاصل کرنی چاہئے کسی مسئلہ کا علم نہیں تو علماء سے پوچھیں اور اگر انہیں کوئی صحیح مسئلہ بتائے تو اسے تسلیم کریں اور اس کا شکریہ ادا کریں کہ آپ نے ہماری صحیح رہنمائی فرمائی طاہر القادری کی طرح اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور حق بات کو تسلیم نہ کرنا تکبر ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا ایک آدمی نے پوچھا: آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو جوتا اچھا ہو، فرمایا کہ اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، غرور حق بات کو جھٹلانا اور لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنا ہے۔ (مسلم مشکوۃ باب الغضب والکبر حدیث ۵۱۰۸) تو ایسے لوگوں سے بڑے ادب سے گذارش ہے کہ الفاظ کی تصحیح کریں ورنہ ختم پڑھنا چھوڑ دیں کسی اور کو موقع دیں اور رب کے بندے ہو کر خدا بننے کی کوشش نہ کریں کسی بھی عمل کا اجر وثواب دینا یا انعام دینا رب کا کام ہے وہی طریقہ درست ہے جو فقہاء کرام اور علماء اہل سنت نے ہمیں بتایا ہے اپنی طرف سے دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد نہ کرو ثواب مخلوق کے لئے ہے خالق کے لئے نہیں اللہ تعالی اس سے پاک ہے کہ اسے ثواب بخشا جائے اس کی بارگاہ میں اعمال پیش کر کے ثواب طلب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اللہ قرآن پاک پڑھ کر عزوجل سے دعا کرے کہ الہی! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے، اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا (فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۲)

سوال: مجلہ ,,منظر اسلام،، از مولانا باغ علی رضوی فیصل آباد کے صفحہ ۱۲ پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضور ﷺ کے اسم گرامی کے انگریزی ہجوں کو جو کہ عام طور پر یوں لکھے جاتے ہیں Muhamad کو انتہائی گستاخانہ اور غلط قرار دیا گیا ہے یہ مجلہ میرے پاس تقریباً اٹھارہ سال سے ہے یہی مضمون مولانا باغ علی صاحب نے اپنے زیر ادارت ماہنامہ ,,پیغام اہل سنت،، میں بھی شائع کیا ہے فقیر نے جب سے متذکرہ بالا مضمون کا مطالعہ کیا ہے سوائے امتحان سی ٹی کے اور کوئی امتحان نہیں دیا کیونکہ امتحانی داخلہ فارموں پر وہی ہجے لکھنے ضروری تھے جو کہ ایف اے، بی اے کی اسناد پر لکھے ہوئے ہیں باوجود شدید خواہش کے بندہ نے کوئی امتحان پاس نہ کیا اس کے ساتھ اس مضمون کی کاپی بھی ارسال کر دی ہے۔ برائے کرام اس مسئلہ کا شافی کافی جواب عنایت کیا جائے۔ (محمد جاوید اقبال رضا قادری رضوی نارووال)

جواب میں نے اس فوٹو کاپی کا مطالعہ کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ انگلش میں نام محمد ﷺ کے صحیح اسپیلنگ یہ ہیں Mohummed' اور اگر نام محمد ﷺ کو اس طرح لکھا جائے Muhamad تو یہ غلط ہے کیونکہ اس کے الگ الگ اسپیلنگ لکھیں جائیں تو لاطینی زبان میں بے ادبی والا معنی پایا جاتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ ہم لاطینی میں نہیں لکھ رہے انگلش میں لکھ رہے ہیں اور انگلش میں تو بے ادبی والا معنی نہیں پایا جاتا۔ اور ان کی تحقیق کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بے ادبی اس وقت ہوگی جب مخفف کر کے الگ الگ لکھا جائے اگر مکمل لکھا جائے تو پھر کونسی بے ادبی ہوگی اس کو گستاخی قرار دینے پر کیا دلیل ہے ہم نے آج تک اس کے متعلق کسی مفتی کا فتوی نہیں سنا راعنا والی دلیل اس پر منطبق نہیں ہوتی راعنا والی دلیل کھینچ تان کر اس پر فٹ کرنا صحیح نہیں ہے۔ لوگوں کو پریشان کرنا اور تشویش میں مبتلا کرنا اور خواہ مخواہ ایک وہم کی بنا پر نیا فتنہ کھڑا کرنا جاہل لوگوں کا کام ہے علماء ایسا نہیں

کرتے دین اتنا تنگ نہیں جتنا ان کم علم لوگوں نے بنا دیا ہے اور دین کو کھیل بنا دیا ہے، جس چیز کو چاہا بغیر دلیل کے گستاخی قرار دے کر مسلمانوں کو گستاخ بنا دیا۔ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے اور ملازمت کرنے سے روک دیا شاید ایسے ہی لوگوں کے متعلق علامہ اقبال نے کہا تھا، دولت کے مل جانے سے شرافت نہیں ملتی داڑھی کے بڑھانے سے امامت نہیں ملتی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم تقریر اچھی کر لیتے ہیں اور ایک مدرسہ کے مہتمم بن گئے کوئی رسالہ نکال لیا یا تو ہم مفتی بن گئے ہیں مفتی بننا اتنا آسان نہیں جتنا انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی علماء کی وفات سے علم اٹھا لے گا حتی کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے فَافْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا تو وہ بغیر علم فتوی دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری 100 و مسلم 2673 مشکوۃ کتاب العلم 206) اس کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: دینی عہدے جاہل سنبھال لیں گے اور اپنی جہالت کا اظہار ناپسند کریں گے مسئلہ پوچھنے پر یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں بلکہ بغیر علم گھڑ کر غلط مسئلے بتائیں گے اس کا انجام ظاہر ہے، بے علم طبیب مریض کی جان لیتا ہے اور جاہل مفتی اور خطیب ایمان برباد کرتے ہیں۔ (مراۃ ج ا ص ۱۸۸)

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا آسانی کرو تنگی نہ کرو اور بشارت دو نفرت نہ پھیلاؤ۔ مسلم 1732 مشکوۃ کتاب الامارۃ حدیث 3722) اگر اسی طرح وہم کی بنا پر لوگوں کو گستاخ قرار دیا جائے تو پھر تو قرآن پڑھنا بھی مشکل ہو جائے گا چوتھے پارے کی پہلی آیت پڑھ لو (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ) کوئی یہ آیت پڑھ کر کہے کہ قرآن پڑھنا گستاخی ہے کیونکہ اس کے الگ الگ حروف پنجابی زبان میں بے ادبی بنتے ہیں تو مولوی باغ علی صاحب کے پاس کیا جواب ہوگا تو کیا وہ قرآن کے حروف کو بدلیں گے یا قرآن پڑھنے پر پابندی لگانے کا مطالبہ کریں گے یہ حروف قرآن میں بھی پڑھے جاتے ہیں اور قاعدہ میں بھی استاد بچوں اور بچیوں سب کو پڑھاتا ہے اور عربی مدارس میں بھی پڑھائے جاتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ حروف ناصبہ چار ہیں اَنْ - لَنْ - كَيْ - اِذَنْ مولوی باغ علی صاحب نے بھی حروف پڑھے ہوں گے ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی نے ان کو بے ادبی قرار دیا ہے اور ان حروف کو قرآن سے نکالنے مطالبہ کیا ہو اگر یہ حروف جائز ہیں بے ادبی گستاخی نہیں تو نام محمد ﷺ کے اسپیلنگ بھی دونوں طرح لکھنا بغیر کسی تردد کے جائز ہیں۔ ہاں صرف یہ احتیاط کی جائے کہ ان کو مخفف نہ لکھا جائے مخفف لکھنا حرام تو نہیں لیکن مناسب بھی نہیں ثواب سے محرومی کا باعث ہے اس نام کے لکھنے سے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں کیونکہ یہ قرآن میں سے ہے تو محمد ﷺ کہنے سے پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام کا مخفف استعمال فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ کو ,,عائش،، کہہ کر پکارا ہے۔ يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ) اے عائش یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تجھے سلام کہہ رہے ہیں (بخاری 3768 و مسلم 2447 مشکوۃ کتاب المناقب 6187) اسی طرح حروف مقطعات سورہ بقرہ کے شروع میں الم سے بعض علماء نے الف سے اللہ اور ل سے جبریل اور م سے محمد ﷺ مراد لیا ہے۔ مولوی باغ علی صاحب کے اس مضمون کے غیر مستند ہونے کی ایک اور دلیل اسی مضمون میں موجود ہے لکھتے ہیں کہ اس نام پاک کو لوح محفوظ پر لکھتے وقت قلم پھٹ گئی اور ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کے متعلق حضرت مولانا غلام مرتضی ساقی مجددی اور حضرت مولانا مفتی عابد صاحب سے اس روایت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا اب مولوی باغ علی صاحب ہی اس روایت کا کوئی ثبوت پیش کریں۔

بہر حال میں کوئی مفتی نہیں ہوں بعض لوگ میرے نام کے ساتھ مفتی لکھ دیتے ہیں جیسا کہ جاوید صاحب نے بھی لکھا ہے اور ,,الحقیقہ،، میں الحاج شوکت علی شوہر صاحب بھی مفتی لکھ دیتے ہیں میں ان سب کو منع کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایسا نہ لکھا جائے اور مجھے خادم العلماء ہی رہنے دیں تو بہتر ہے جو بھی مسائل کے جواب لکھے جاتے ہیں وہ دوسرے علماء کی تحقیق ہوتی ہے جو میں ان کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں یا مستند علماء سے پوچھ کر لکھتا ہوں یہ مسئلہ بھی متعدد علماء سے پوچھ کر لکھا ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

استادِ محترم مناظر اہل سنت حضرت مولانا غلام مرتضی ساقی مجددی مصنف کتب کثیرہ گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا مفتی عابد صاحب مدرس قرآن محل للبنات سیالکوٹ، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام حیدر خادمی صاحب مہتمم جامعہ نعمانیہ سیالکوٹ۔

پروفیسر حضرت مولانا سجاد کریم صاحب فاضل بھیرہ شریف ماشاءاللہ یہ ,,الحقیقہ،، پوری دنیا میں پڑھا جا رہا ہے اور بالخصوص علماء کرام اور مفتیان کرام اور طلباء حضرات اس کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں جن میں سے حضرت مولانا مفتی غلام رسول قاسمی صاحب سرگودھا، حضرت مولانا پیر خاور حسین صاحب ناظم تعلیم جامعہ نعمانیہ سیالکوٹ، حضرت مولانا مفتی شاہد صاحب شکر گڑھ، حضرت مولانا سعید آسوی کلمۃ الحقیقہ کے رائٹر، حضرت مولانا محبوب عالم صاحب منڈی بہاءالدین اور جامعہ نظامیہ لاہور کے مدرسین بالخصوص حضرت مولانا منشاء تابش قصوری صاحب آف مرید کے اور جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے طلباء و مدرسین بالخصوص مہتمم ادارہ ضیاء العلوم شیخ الحدیث حضرت مولانا پیر سید حسین الدین شاہ صاحب ابھی آپ نے حال ہی میں پانچ مدارس میں پانچ روزہ پچاس سالہ دینی، تعلیمی روحانی گولڈن جوبلی تقریبات تشکر منعقد کر کے ریکارڈ قائم فرمایا۔ جس میں پورے پاکستان سے علماء و عوام نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالی حضرت صاحب کا فیض تا قیامت جاری فرمائے، مناظر اہل سنت حضرت مولانا غلام مرتضی ساقی مجددی مصنف کتب کثیرہ گوجرانوالہ۔ مدیر اعلی الحقیقہ جناب مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری، مدیر منتظم جناب مولانا شمس الدین نقشبندی لاہور صاحبزادہ نور المصطفی رضوی خانقاہ ڈوگراں یہ سب حضرات میری اصلاح بھی فرماتے ہیں میں خود بھی ان سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر سوالوں کے جواب صحیح ہوں تو تصدیق کی جائے اگر غلط ہوں تو خاموش نہ رہیں میری غلطیوں کی نشاندہی ضرور کی جائے بالخصوص اس مسئلہ کے بارے میں۔ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

سوال: زندہ کو ایصال ثواب کرنا

(۱) کیا زندہ مسلمانوں کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اسلام میں دینی و دنیاوی تعلیم پر کس قدر زور دیا ہے اور اساتذہ کے لئے بھی کچھ حقوق و قیود مقرر کی ہیں۔

بھائی محمد جاوید صاحب نے کراچی سے پانچ سوالات کئے ہیں باقی کے جوابات پھر دیئے جائیں گے انشاءاللہ

جواب: زندہ یا مردہ سب کو ایصال ثواب جائز ہے جیسا کہ جنازہ میں بھی پہلے زندوں کے لئے بخشش کی دعا کی جاتی ہے پھر مردوں کے لئے۔ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لحینا و میتنا

اس سے بھی زیادہ واضح ثبوت اس حدیث میں ہے۔

حضرت صالح بن درہم تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا اور کہا تمہارے قریب ایک بستی ہے جسے اُبُلّہ کہا

جاتا ہے ہم بولے ہاں اس نے کہا

مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مِنْکُمْ اَنْ یُصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَکْعَتَیْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَیَقُوْلُ: ھٰذِہٖ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ اَبَاالْقَاسِمِ ﷺ یَقُوْلُ : اِنَّ اللہَ یَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شُھَدَاءَ لَا یَقُوْمُ مَعَ شُھَدَاءِ بَدْرٍ غَیْرُھُمْ.

تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کی ہے میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ شہداء بدر کے ساتھ ان کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا۔

اُبُلّہ بصرہ کے پاس مشہور بستی ہے (ابوداود حدیث ۴۳۰۸ مشکوۃ حدیث ۵۴۳۴ کتاب الفتن باب الملاحم)

اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ معلوم ہوا کہ اگر چہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جس مسجد یا جس شہر میں اللہ کے مقبول بندے رہ چکے ہوں، اب رہتے ہوں یا آئندہ رہنے والے ہوں وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے اُس سے برکت حاصل کرنا صحابیِ رسول کی سنت ہے جن مقامات پر حضور ﷺ نے قدم رکھا ہے وہ مقام اللہ کو محبوب ہے اور اُس جگہ کو تبرک بنالینا سنت صحابہ ہے اور ان تبرکات کو شہید کرنا بدترین بدعت ہے۔

اور زندہ کو ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ متبرک ومقدس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں سے افضل ہے مسجد نبوی کی ایک نیکی دوسری جگہ کی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

دوسرے یہ کہ نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے ہاں کسی کی طرف سے نماز فرض نہیں پڑھی جاسکتی وہ تو خود ہی پڑھنا پڑھے گی۔

تیسرے یہ کہ کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اس طرح بخشنا کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو ملے بالکل جائز اور سنت صحابہ ہے لہٰذا فاتحہ مروجہ ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے دیکھو حضرت ابو ہریرہ ثواب بخشنے کے الفاظ بتارہے ہیں۔

چوتھے یہ کہ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا جائز ہے اگر چہ وہ کیسی ہی شان والا ہو دیکھو حضرت ابو ہریرہ صحابی ہیں اور تابعین کو اپنے لئے ایصالِ ثواب کا حکم دے رہے ہیں۔ (مراۃ ج ۷ ص: ۲۵۰)

فرض ونفل کا ثواب: شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: البحر الرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اُس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان کو یہ ثواب پہنچ جائے گا اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ جس کو ثواب پہنچایا وہ عام ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرے یا غیر کی اور عبادات بھی عام ہے فرض ہو یا نفل۔ (فتح الملہم شرح مسلم جلد ۳ ص: ۳۹ مکتبۃ الحجاز کراچی)

تعلیم وتربیت کی اہمیت: علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز 2) ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا وآخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا وآخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم

ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن وحدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحتہً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں۔

☆ اللہ عزوجل فرماتا ہے :(اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا) پ۲۲،فاطر

☆ اللہ (عزوجل) سے اوس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جو علم والے ہیں۔"

اور فرماتا ہے :(یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ)

☆ اللہ (عزوجل) تمھارے ایمان والوں کے اوران کے جن کو علم دیا گیا ہے، درجے بلند فرمائے گا۔ "------پ۲۸،المجادلۃ :

☆ اور فرماتا ہے :(قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ------پ،الزمر :

"تم فرماؤ! کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ "

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث :جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) دیتا ہے۔2)) (بخاری،مسلم)

حدیث :انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور 3)) اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔ (مسلم)

حدیث :جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور جب کوئی قوم خانہ خدا میں مجتمع ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کریگا۔) (مسلم)

حدیث : مسجد دمشق میں ایک شخص ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھادیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انھوں نے علم کا وارث کیا، پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔ 1)" (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی)

حدیث :عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں، جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔)"

حدیث :ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث :علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے، جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔

4)) (ابن ماجہ) حدیث :جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہے۔5)) (ترمذی، دارمی)
حدیث• :مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا منتہٰی جنت ہوتا ہے۔6)) (ترمذی)
حدیث :اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کر لی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچا دی، کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں، جو ان سے زیادہ فقیہ ہے) (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی(
حدیث :مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اشاعت کی اور اولادِ صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لیے مکان بنا دیا نہر جاری کر دی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اس کے مرنے کے بعد اس کو ملے گا۔(ابن ماجہ)
حدیث :حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا، ساری رات عبادت سے افضل ہے۔2)) (دارمی)
حدیث :رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں تھیں۔فرمایا کہ "دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ اللہ (عزوجل) سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں، وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں، میں معلم بنا کر بھیجا گیا۔" اور اسی مجلس میں حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) بیٹھ گئے۔
حدیث :جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں، اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع و شہید ہوں گا۔4)) (بیہقی) حدیث :دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔5)) (بیہقی)
حدیث :جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔2)) (احمد)
حدیث :سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلبِ علم کا موقع ملا، مگر اس نے طلب نہیں کی اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اس نے نفع نہیں اٹھایا۔(3)(ابن عساکر)
حدیث :علما کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔4)) (خطیب)
حدیث :علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔(احمد)

اسلام میں تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے بالخصوص دینی تعلیم پر اور اس کے ضمن میں دنیاوی تعلیم بھی آ جاتی ہے کیونکہ اس کے بغیر دینی تعلیم حاصل نہیں کی جا سکتی اور ایک مبلغ کے لئے جدید تعلیم سے بھی آراستہ ہونا از حد ضروری ہے۔جیسا کہ جنگ بدر کے قیدیوں سے کہا گیا کہ جن کے پاس فدیہ دینے کے لئے مال نہ ہو وہ انصار کے دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں تو آزاد ہیں (سیرت رسول عربی ﷺ) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں یہود کی خط و کتابت سیکھ لوں ایک روایت میں ہے کہ میں یہود کی کسی بھی تحریر سے مطمئن نہیں ہوں تم ان کی سریانی زبان سیکھ لو فرماتے ہیں کہ مجھے آدھا مہینہ بھی نہیں گذرا تھی کہ میں وہ زبان سیکھ لی۔(ترمذی 2715 مشکوۃ کتاب الاداب باب السلام حدیث 4659)

اس کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی زبان سیکھنا ممنوع نہیں بلکہ بوقت ضرورت اس کا حکم ہے جیسے آج انگریزی یا فرنچ زبانیں ضرورت کے لئے سیکھی جائیں۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ قدرتی طور پر تمام زبانیں جانتے ہیں۔ جب حضور ﷺ جانوروں، پتھروں اور کنکروں کی بولیاں سمجھتے ہیں تو انسانوں کی بولی کیوں نہ سمجھیں گے یہ حکم عالی امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ امراء وسلاطین اپنے ہاں دوسری قوموں کی زبان دانی رکھیں۔ زبان کوئی بری نہیں سب رب کی طرف سے ہیں۔ (مراۃ ج ۶ ص ۲۴۲)

اساتذہ کی ذمہ داریاں: اسلام میں اساتذہ کے لئے بھی کچھ حقوق وقیود مقرر کی گئی ہیں کہ استاذ کو اچھے کردار کا مالک ہونا چاہئے تاکہ شاگردوں کی روحانی واخلاقی تربیت ہوسکے لیکن آج کل اساتذہ کرام سکولوں اور کالجوں میں نہ خود احکام شریعت کی پابندی کرتے ہیں اور نہ ہی طلباء کو اس کا پابند کرتے ہیں حالانکہ اگر وہ چاہیں تو تھوڑی سی کوشش کر کے وہ طلباء کو نمازی اور قرآن کا قاری بنا سکتے ہیں پرنسپل صاحبان کو سکول میں نماز با جماعت کا اہتمام کرانا چاہئے اور اساتذہ ان بچوں پر سختی کریں جو پانچ نمازیں ادا نہیں کرتے بعض سکولوں میں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں جس میں پردے کا اہتمام نہیں ہوتا جس سے بے حیائی کو فروغ ملتا ہے۔ اس کا سد باب ہونا چاہئے بعض لوگ سنی ہونے کے باوجود اپنے بچوں کو وہابیوں کے اسکولوں مثلا دار ارقم اور اقراء وغیرہ میں تعلیم دلوار ہے ہیں اس سے بچے کے بدعقیدہ ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ وہابی بدعقیدگی کے زہر کا ٹیکہ لگانے سے باز نہیں آتے۔ بعض اساتذہ کرام اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کرتے اور مفت کی تنخواہ لیتے ہیں جس سے بچے کمزور رہ جاتے ہیں اور پھر انہیں ٹیوشن کا سہارا لینا پڑتا ہے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا اساتذہ اگر محنت کریں تو ٹیوشن کی ضرورت ہی نہیں رہتی او رہمارے سکولوں کے نصاب میں اصلاح اور ترمیم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں اسلامی تعلیم کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے جدید نصاب تعلیم میں مدارس عربیہ کے نصاب کو اس طرح شامل کیا جائے کہ ۱۲ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد نہ صرف وہ ایم اے پاس ہو بلکہ مکمل عالم دین بھی ہو جس طرح امیر اہل سنت شیخ طریقت مولانا الیاس احمد قادری حفظہ اللہ نے دار المدینہ کا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں دونوں تعلیم ایک ساتھ دی جارہی ہیں اور ساتھ ساتھ اعلی اخلاقی وروحانی تربیت بھی ہورہی ہے اور یونیفام بھی اسلامی ہے۔ اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

اساتذہ اور والدین کے حقوق: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے استاد کے حقوق کس قدر ہیں جس استاد نے کچھ علم دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی ہو اور ان علوم کے فیضان سے منافع دنیاوی اس کو نیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے استاد کے کچھ حقوق از روئے آیہ شریفہ وحدیث صحیح سے ( ) بیان فرمائیے گا۔

الجواب: " عالمگیری " میں نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے: الفتاوی العالمکیریۃ "کتاب الکراہیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج۵، ص ۳۷۳۔

فرمایا امام زندویستی نے کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

اسی میں "غرائب" سے ہے: آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاذ کے حقوق وآداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے۔

اسی میں "تاتارخانیہ" سے ہے: یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ

ایک حرف ہی پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے() اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رسّی کھول دی، استاذ کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اھ مختصراً۔

ترجمہ کنز الایمان: (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۲۶، الحجرات

عالمِ دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استادِ علمِ دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، ہاں! اگر کسی خلافِ شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے۔ لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی ()۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ "المسند" للامام احمد بن حنبل، مسند البصریین،

مگر اس نہ ماننے پر بھی گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لا یزال بمنکر (کیونکہ ناپسندیدہ چیز ناپسند عمل سے زائل نہیں ہوتی۔ت) نافرمانیِ احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہو گیا اس کا وہ حکم کہ خلافِ شرع ہو مستثنیٰ () کیا جائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اور بچے، اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع () اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہو چکا اس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجباتِ شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم () اور زیادہ ہو گیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہِ جہنم () ہے، والعیاذ باللہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ستاذ کی ناشکری جو کہ خوفناک بلا اور تباہ کن بیماری ہے اور علم کی برکتوں کو ختم کرنیوالی (خدا کی پناہ)، دو جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے): (لایشکر اللہ من لایشکر الناس (() وہ آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا نہیں لاتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا (ابوداود و ترمذی از ابوہریرہ)۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا): (لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (() جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس نے اللہ عزوجل کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے "مسند" میں، امام ترمذی نے "جامع" میں، ضیاء نے "المختارہ" میں سند حسن کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عبداللہ بن احمد نے "زوائد المسند" میں نعمان بن بشیر سے روایت کیا۔

علماء فرماتے ہیں ایک نیک آدمی نے اپنے لڑکے کو ایک استاد کے سپرد کیا ابھی لڑکے نے سورہء فاتحہ پڑھی تھی کہ باپ نے چار ہزار دینار شکریے کے طور پر بھیجے، استاد نے کہا: ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے کہ اتنی مہربانی فرمائی، باپ نے کہا: اس کے بعد میرے لڑکے کو ہرگز نہ پڑھانا کہ تمھارے دل میں "قرآن مجید" کی عزت ہی نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

استاذ کا مقابلہ کرنا یہ بھی ناشکری سے زائد ہے؛ کیونکہ ناشکری تو یہ ہے کہ شکر نہ کیا جائے اور مقابلے کی صورت میں بجائے شکر کے اس کی مخالفت بھی ہے دیکھئے جو شخص احسان کو پیش نظر نہیں رکھتا اس نے احسان کی ناشکری کی ہے جیسے کہ ہم نے احادیث سے ثابت کیا جس نے احسان کے بدلے برائی کی اس نے تو ناشکری سے بھی بڑا گناہ کیا اور یہ اسی طرح ہے کہ جیسے باپ کی نافرمانی کی جائے' کیونکہ استاذ کو باپ کے برابر شمار کیا گیا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھارے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں میں تمھیں علم سکھاتا ہوں۔

اسے احمد، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ استاذ کے حق

کووالدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا سبب ہے۔ "عین العلم "میں ہے:
برّ الوالدين فالعقوق من الكبائر ويقدّم حقّ المعلّم على حقهما فهو سبب حياة الروح () اھ ملخصاً۔
والدین کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے؛ کیونکہ ان کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے اور استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے؛ کیونکہ وہ روح کی زندگی کا ذریعہ ہے۔ طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں) .(من علّم عبداً آية من كتاب الله تعالى فهو مولاه۔ جس نے کسی آدمی کو "قرآن مجید " کی ایک آیت پڑھائی وہ اس کا آقا ہے۔
امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں)(من علّمني حرفاً فقد صيّرني عبداً إن شاء باع وإن شاء أعتق جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو آزاد کردے۔ امام شمس الدین سخاوی حدیث کے امیر المؤمنین شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: من كتبت عنه أربعة أحاديث أو خمسة فأنا عبده حتى أموت جس سے میں نے چار یا پانچ حدیثیں لکھیں میں اس کا تاحیات غلام ہوں بلکہ انہوں نے فرمایا طبرانی نے "اوسط "میں اور ابن عدی نے " کامل "میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں. علم سیکھو اور علم کے لئے ادب واحترام سیکھو، جس استاد نے تجھے علم سکھایا ہے اس کے سامنے عاجزی اور انکساری اختیار کرو۔ والدین زوجین اور اساتذہ کے حقوق از امام اہل سنت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

کامیاب استاذ کون؟ ہر صحبت خواہ اچھی ہو یا بری اپنا ایک اثر رکھتی ہے اسی حقیقت کو سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ "اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔ "(صحیح مسلم،)

چونکہ طلباء طویل عرصے تک روزانہ استاذ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں لہذا استاذ کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف غیر محسوس طور پر اس کے طلباء میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اگر استاذ خوش اخلاق ہے تو اس کے طلباء بھی حسن اخلاق کے مظہر ہوں گے، اگر استاذ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی مسلمانوں کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کریں گے،

اگر استاذ نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی نیکی کی دعوت کو پھیلاتے ہوئے نظر آئیں گے
اگر استاذ عفو و درگزر کا پیکر ہے تو اس کے طلباء بھی غصے سے کوسوں دور رہنے والے ہوں گے،
اگر استاذ مدنی انعامات پر عمل کرتا ہے تو اس کے طلباء میں بھی عمل کا جذبہ بڑھے گا
اگر استاذ حقیقی عاجزی اختیار کرنے والا ہے تو اس کے طلباء بھی عاجزی کے پیکر بن کر رہیں گے،
اگر استاذ خوش لباس ہے تو اس کے طلباء کے لباس بھی صاف ستھرے دکھائی دیں گے،
اگر استاذ معاملات (مثلاً قرض اور عاریت وغیرہ کے معاملات میں) میں صفائی پسند واقع ہوتا ہے تو اس کے طلباء بھی اس کی پیروی کرنے میں فخر

محسوس کریں گے،   اگر استاذ مطالعے کا شوق رکھتا ہے تو اس کے طلباء کے ہاتھوں میں بھی کتابیں دکھائی دیں گی،   اگر استاذ اپنے اسلاف کا ادب کرتا ہے تو اس کے طلباء بھی بزرگوں کا احترام کرنے والے ہوں گے،   اگر استاذ قناعت پسند ہے تو اس کے طلباء بھی لالچ سے دامن بچا کر رکھیں گے، اگر استاذ کسی کا احسان لینے کا عادی نہیں ہے تو اس کے طلباء بھی کسی سے احسان لینے پر تیار نہیں ہوں گے،   اگر استاذ نفاست پسند ہے تو اس کے طلباء کی چیزیں بھی کمرے میں بکھری ہوئی دکھائی نہیں دیں گی،   اگر استاذ پرہیزگار ہے تو اس کے طلباء بھی خوف خدا عزوجل رکھنے والے ہوں

طلبا کو سزا کس طرح دے؟   اگر کوئی طالب العلم سبق سنانے میں ناکام رہتا ہے تو اسے فوراً جھاڑنے یا کوئی سزا دینے کی بجائے مناسب لہجے میں اس سے وضاحت طلب کرے۔ اگر ناکامی میں طالب العلم کی سستی کو دخل ہو تو اسے تنبیہ کرے۔ پھر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلے تو شرعی اجازت کے تحت ہی سزا دے، اس اجازت سے ہرگز تجاوز نہ کرے کہ آخرت میں حق العبد میں گرفتار ہونے کا پورا پورا امکان ہے۔ استاذ اپنے شاگرد کو جسمانی طور پر کتنی سزا دے سکتا ہے اس کے لئے ذیل میں دیا گیا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

دارالافتاء اھلسنت ٹرسٹ رجسٹرڈ   جامع مسجد کنز الایمان، بابری چوک، گرومندر، کراچی۔ 74800 پاکستان

E-Mail :ahlaysunnat@cyber.net.pk -Fax4855174 -Phone: 4855174,4911779

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ استاذ شاگرد کو تادیب کے لئے جسمانی سزا دے سکتا ہے یا نہیں اگر دے سکتا ہے تو کتنی؟ نیز طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے؟   سائل   مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

استاذ شاگرد کو تادیباً بقدرِ حاجت سزا دے سکتا ہے لیکن یہ سزا ہاتھ سے دے اور ایک وقت میں تین ضربوں سے زیادہ نہ مارے نیز چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے، رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدرسہ کے معلم سے فرمایا " :ایاك ان تضرب فوق الثلث فانك اذا ضربت فوق الثلث اقتص الله منك ۔ " یعنی تین مرتبہ سے زیادہ ضربیں لگانے سے پرہیز کرو اگر تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالیٰ تم سے بدلہ لے گا۔ (احکام الصغار بحوالہ فتاویٰ رضویہ) خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں " :لا یجوز ضرب ولد الحر بامر ابیه ،اما المعلم فله ضربه لان المامور یضربه نیابة عن الاب لمصلحته وقیده الطرسوسی بان یکون بغیر آلة جارحة ،وبان لا یزید علی ثلاث ضربات "(ردالمحتار) یعنی ایک آزاد بچے کو باپ کی اجازت سے مارنا جائز نہیں لیکن استاذ تعلیمی مصلحت کے تحت مار سکتا ہے کیونکہ وہ بچے کو مارنے میں باپ کا نائب ہے امام طرسوسی علیہ رحمۃ القوی نے قید لگائی ہے کہ یہ مارنا زخمی کرنے والے آلہ سے نہ ہو بلکہ ہاتھ سے ہو اور تین ضربوں سے زیادہ بھی نہ ہو، سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں " :ضرورت پیش آنے پر بقدرِ حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت وعدم اجرت استاذ کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہیے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے۔ " (فتاویٰ رضویہ)

امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں " :انسان ہو یا جانور بطور سزا بھی کسی کو سرپر

چہرے پر مارنے کی شرعاً اجازت نہیں بہار شریعت حصہ میں ہے، "بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرے پر تو کسی حالت میں بھی ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے۔ " (ملفوظات عطاریہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی(واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

الجواب صحیح کتبہ

محمد نعیم العطاری المدنی محمد شاہد العطاری المدنی ذیقعدۃ الحرام ھ

استاذ اور طلباء کے تعلقات کیسے ہوں؟ استاذ اور طالب العلم کا رشتہ انتہائی مقدس ہوتا ہے۔ لہذا استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلباء کی بہتر تربیت کے لئے درج ذیل امور پیش نظر رکھے

(۱) طلباء کو اپنی اولاد کی مثل جانے :استاذ روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے لہذا اسے چاہیے کہ طلباء پر اسی طرح شفقت کرے جس طرح کوئی باپ اپنی حقیقی اولاد پر کرتا ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے طلبہ پر کس قدر شفیق تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

مولانا سید ایوب علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ محلہ قرولان کے ایک مسلمان سوہن حلوہ فروخت کیا کرتے تھے۔ ان سے حضور نے کچھ سوہن حلوہ خرید لیا۔ جب میں اور برادرم قناعت علی رات کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا: وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں بندھی ہوئی چیز اٹھا لائے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے، میں پیچھے ہٹا، حضور آگے بڑھے، میں اور پیچھے ہٹا، اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان (یعنی صحن) کے گوشہ میں پہنچ گیا۔

حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی۔ میں نے کہا ": حضور یہ کیا؟ "ارشاد فرمایا": سوہن حلوہ ہے۔ "میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کئے عرض کیا: "حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے۔ "فرمایا": شرم کی کیا بات ہے؟ جیسے مصطفیٰ (یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند) ویسے تم، سب بچوں کو حصہ دیا گیا، آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے۔ "یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے آگے بڑھ کر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا": حضور میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔ "اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تبسم فرمایا۔ اس کے بعد ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان سے چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

2) ان کی ناکامی پر رنجیدہ اور کامیابی پر اظہار مسرت:

اگر کوئی طالب العلم سبق سنانے میں یا امتحان وغیرہ میں ناکامی سے دوچار ہو تو اس کی ناکامی پر رنجیدہ ہو اور اس کی ڈھارس بندھائے اور اسے ناکامی سے پیچھا چھڑانے کے لئے مفید مشورے دے۔ اور اگر کسی طالب العلم کو کوئی کامیابی نصیب ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کرے بلکہ ممکن ہو تو کوئی تحفہ بھی دے اور اس کی مزید کامیابیوں کے حصول کے لئے دعا کرے۔

3) بیمار ہونے پر عیادت:

اگر کوئی طالب العلم (بالخصوص مقیم طالب العلم) بیمار ہو جائے تو سنت کے مطابق اس کی عیادت کرے اور بیمار کی عیادت کرنے کا ثواب لوٹے

جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔" (سنن الترمذی،)

4) **طلباء کی غم خواری** :اگر کسی طالب العلم کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آ جائے مثلاً اس کے حقیقی والد یا کسی عزیز کی وفات ہو جائے یا گھر والوں کی طرف سے اس کی دل آزاری کی گئی ہو یا اس کا مالی نقصان ہو گیا ہو تو اس کی غم خواری کرے اور حدیث پاک میں بیان کردہ ثواب حاصل کرے جیسا کہ حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کسی غم زدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کرے گا اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کریگا اللہ عزوجلّ اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔" (المعجم الاوسط)

5)) **طلباء کے مسائل کے حل میں معاونت** :اگر کسی طالبُ العلم کو کوئی پریشانی لاحق ہو مثلاً اس کے پاس کتابیں خریدنے کے لئے رقم نہ ہو تو اسے کتابیں دلوانے میں حتی المقدور اپنا کردار ادا کرے۔ اسی طرح اگر کسی طالب العلم کی سماعت یا بصارت کمزور ہے تو اسے اگلی نشستوں پر بٹھالے۔

6)) **تشویقِ علم** :استاذ کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً طالب العلم کے شوقِ علم کو ابھارتا رہے تاکہ اس کا جذبہ حصولِ علم سرد نہ پڑ جائے۔ اس سلسلے میں درجہ میں علم کے فضائل اور اسلاف کے واقعات سنانا بے حد مفید ہے۔

7)) **استقامت کی ترغیب** :عموماً دیکھا گیا ہے کہ حصولِ علمِ دین کے لئے آنے والے طلباء کی بہت بڑی تعداد استقامت سے محروم رہتی ہے اور اکثر طلباء اپنی تعلیم (خصوصاً ابتدائی درجات میں) ادھوری چھوڑ کر اپنے علاقوں میں چلے جاتے ہیں اور دیگر کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے استاذ کو چاہیے کہ اپنے (بالخصوص ابتدائی درجے کے) طلباء کو استقامت کے فوائد، عدمِ استقامت کے نقصانات، استقامت کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کا بیان کرے اور انہیں دور کرنے کا طریقہ بتائے اور طلباء کو استقامت کے ساتھ حصولِ علم کی ترغیب دے۔

8) **فکرِ آخرت** : فکرِ آخرت سے غفلت باعثِ ہلاکت ہے لہٰذا استاذ گاہے بگاہے طلباء کو فکرِ آخرت کی بھی ترغیب دلاتا رہے اور انہیں اپنے ہر ہر فعل کا محاسبہ کرنے کا ذہن دے۔ (اس سلسلے میں امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ کے رسالہ "میں سدھرنا چاہتا ہوں" اور مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کی جانے والی کتاب "فکرِ مدینہ مع حکایاتِ عطاریہ" کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔)

9) **اندازِ تخاطب** :استاذ کو چاہیے کہ طلباء کو مخاطب کرتے وقت تُو تڑاق سے بچے بلکہ احترامِ مسلم کو ملحوظِ خاطر رکھے اور انہیں پیار بھرے لہجے میں آپ جناب سے مخاطب کرنے کی کوشش کرے۔ ابے تبے اور حاکمانہ انداز سے مخاطب کرنے پر ہو سکتا ہے کہ طلباء آپ کے سامنے دبک کر کھڑے تو ہو جائیں لیکن ان کے دلوں میں آپ کے لئے وہ عزت قائم نہ رہے جو ایک استاذ کے لئے ہونی چاہیے۔

10) **نام نہ بگاڑے** :استاذ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ طلباء کے لئے سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے استاذ کو چاہیے کہ مذاق میں بھی

کسی کا غلط سلط نام نہ رکھے مثلاً موٹو، گنجا، بلڈوزر، ڈاکٹر وغیرہ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مذکورہ طالب العلم آپ کے سامنے مسکرانا بھی شروع کردے لیکن یہ مسکراہٹ خوشی کی نہ ہو بلکہ وہ اپنی جھینپ مٹانے کے لئے مسکرا رہا ہو۔ بالفرض اگر کوئی طالب علم آپ کے منہ سے اپنے لئے کوئی ایسا ویسا نام سن کر خوش ہو بھی جائے مگر جب اس کے ہم درجہ طلباء اس کے لئے وہی نام استعمال کریں تو اسے برا محسوس ہو۔ اس لئے راہِ سلامت یہی ہے کہ طلباء کو ان کے اصل نام سے ہی پکارا جائے۔

11) سچ بولے :استاذ کو چاہیے کہ طلباء کے سامنے بالخصوص اور دیگر مسلمانوں کے سامنے بالعموم سچ ہی بولے۔ اگر استاذ طلباء سے جھوٹ بولے گا تو ان کا اعتماد مجروح ہوگا اور وہ اس سے متنفر ہوکر علمِ دین سے ہی دور ہو سکتے ہیں۔

12) ذاتی خدمت :استاذ کو چاہیے کہ بلاضرورت کسی بھی طالب العلم سے کسی طرح کی ذاتی خدمت نہ لے مثلاً کپڑے دھلوانا، گھر کا سودا سلف منگوانا وغیرہ۔ ہاں اگر کوئی طالب العلم آپ کے علم میں لائے بغیر یا آپ کے مطالبے کے بغیر آپ کا کوئی کام کر ڈالے تو حرج نہیں لیکن آئندہ کے لئے اسے منع کر دینا ہی بہتر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ کام وقتی جذبہ کے تحت کیا ہو۔

13) حوصلہ افزائی اور سزا حسبِ مراتب :طلباء اپنی عمر، ذہانت، شوق اور قلبی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے یا انہیں سزا دینے کے لئے ایک ہی معیار مقرر نہ کرلے بلکہ طالب علم کے حسبِ حال سلوک کرے مثلاً اگر کوئی طالب علم فقط شاباش کہنے سے خوش ہو جاتا ہے تو اسی پر اکتفاء کرے اس کی بہت زیادہ تعریف نہ کرے، اسی طرح اگر کوئی طالب علم ہلکی ڈانٹ سے ہی سنبھل جاتا ہے تو اسے سخت سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے، علیٰ ھذا القیاس۔

14) ان کی صلاحیتوں کو نکھارنا :استاذ کو چاہیے کہ بالخصوص آخری درجات میں طلباء کو اپنی صلاحیتیں مفید اُمور میں استعمال کرنے کی ترغیب دے پھر جس طالب العلم میں تحریر کی صلاحیت غالب دیکھے اسے تحریر کی مشق کروائے، جس میں تدریس کی صلاحیت غالب دیکھے اسے تدریس کے اسرار و رموز سے آگاہ کرے، اسی طرح جس کا ترجمہ اچھا ہو اسے اکابرین کی کتب کا ترجمہ کرنے کی تربیت دے، علیٰ ھذا القیاس۔

15) غیبتوں اور چغلیوں کا بازار :ایسے طلباء کو ہرگز اپنے قریب نہ آنے دے جو اس کے پاس بیٹھ کر غیبتوں اور چغلیوں کا بازار گرم کرنا شروع کردیں۔ بلکہ ایسے طلباء کی احسن انداز میں اصلاح فرمادے۔

16) جاسوسی کا جال بچھانا : کسی بھی طالب العلم کو دوسرے طلباء یا اساتذہ یا انتظامیہ کے کسی فرد کی جاسوسی پر بلا اجازتِ شرعی مامور کرکے اپنی آخرت کو داؤ پر نہ لگائے۔

17) دیگر اساتذہ کی خامیوں کا چرچا کرنا : کسی بھی استاذ خواہ وہ اس سے جونیئر (یعنی کم تجربہ کار) ہی کیوں نہ ہو، کے اندازِ تدریس کے ناقص ہونے یا دیگر خامیوں کا تذکرہ ہرگز ہرگز طلباء بلکہ کسی کے سامنے بھی نہ کرے کیونکہ اس سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور جامعہ کا معیارِ تعلیم تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب بھی دیگر اساتذہ کا ذکر کرے تو بھلائی کے ساتھ ہی کرے۔

18) کسی طالب العلم کا احسان لینا : کسی بھی طالب العلم سے کسی قسم کا احسان بصورت قرض یا عاریت وغیرہ نہ لیں کیونکہ مشہور عربی

مقولہ ہے،"الاحسان یقطع اللسان یعنی احسان زبان کو روک دیتا

ہے۔" لہذا جب آپ اس سے احسان لے چکے ہوں گے تو کسی غلطی پر اس کی اصلاح کرنے میں جھجک کا سامنا ہوگا۔

(19) ذاتی معاملات میں دخل نہ دیں : کسی طالب العلم کے ذاتی یا گھریلو معاملات میں بالکل دخل نہ دیں۔ کیونکہ ایک صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ مروتاً خاموش رہے لیکن اسے آپ کی دخل اندازی شدید ناگوار گزرے۔ ہاں اگر وہ خود آپ سے کوئی مشورہ طلب کرے تو محتاط مشورہ دینے میں حرج نہیں۔

20 یکساں تعلقات :استاذ کو چاہیے کہ تمام طلباء سے یکساں سلوک کرے۔ ایسا نہ ہو کہ چند ایک کو ہی اپنا منظورِ نظر بنالے کیونکہ اس سے دیگر طلباء کا احساس کمتری میں مبتلاء ہونے کا قوی احتمال ہے۔ اور یہ بھی نہ ہو کہ کسی طالب العلم کو مسلسل اپنی تنقید کا نشانہ بناتا رہے جس کی وجہ سے وہ طالب العلم اس جامعہ سے راہِ فرار اختیار کرلے۔

21) آزمائشوں کا تذکرہ : کبھی بھی طلباء کے سامنے خود پر آنے والی آزمائشوں کا تذکرہ نہ کرے چاہے ان آزمائشوں کا تعلق انتظامیہ سے ہو یا مالی حالات سے علی ھذا القیاس۔ اگر کبھی طلباء کی طرف سے تکلیف پہنچ جائے مثلاً وہ انتظامیہ سے سبق سمجھ نہ آنے کی شکایت کردیں تو سیخ پا ہونے کی بجائے شکایت درست ہونے کی صورت میں اپنی اصلاح کرے اور غلط ہونے کی صورت میں ان کی نادانی کو معاف کردے اور حسب سابق ان پر شفقت کرتا رہے۔ منقول ہے کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے، انہوں نے ایک کیڑے کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا تو اسے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ انہوں نے جونہی کیڑے کو پکڑا تو اسنے ڈنک ماردیا اور دوبارہ پانی میں گر گیا۔ انہیں پھر اس پر ترس آیا۔ انہوں نے پھر کیڑے کو باہر نکال دیا۔ اس مرتبہ بھی کیڑے نے ڈنک مارا۔ اس طرح کیڑا بار بار پانی میں گرتا رہا اور وہ بزرگ اسے نکالتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا" : آپ کیڑے کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ہر مرتبہ آپ کو ڈنک مارتا ہے، اسے ڈوبنے دیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا، "اگر کیڑا اپنی بری عادت نہیں چھوڑ سکتا تو میں اپنی نیک عادت کیوں چھوڑوں۔ (حافظ نصر اللہ مدنی آسوی 03328028182)

اعلان: بابر سجانی صاحب کا شکرگڑھ سے میسج آیا تھا کہ آپ کی کتاب ,,بے ادبوں کی پہچان،، کہاں سے حاصل کروں تو ان کے لئے اور دوسرے لوگوں کی معلومات کے لئے عرض ہے یہ چاروں کتابیں۔ بے ادبوں کی پہچان، ایصال ثواب، حاضر و ناظر اور اختیارات نبی ﷺ۔ شکرگڑھ میں لاثانی بک ریلوے روڈ الحاج شوکت علی شوہر صاحب سے حاصل کریں 03016898650

سیالکوٹ میں ملنے کا پتہ، الحقیقہ اور کتابیں یہاں سے حاصل کریں۔ محمد ساجد عطاری 03246131725 عطار اسلامی وارائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ۔ محمد عبدالسلام عطاری، کراچی وارائٹی ہاؤس بوچڑ خانہ روڈ سیالکوٹ۔ محمد جاوید نقشبندی صاحب 03006108312 مکتبہ عثمانیہ رحمت الہی (راحتلائی) نزد قومی ہائی سکول۔ گوجرانوالہ: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ 055427986

مکتبہ قادریہ چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ لاہور: کرامانوالہ بک سٹال دربار مارکیٹ۔ جمال کرم دربار مارکیٹ

عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس پر پتھراو

﴿تحریر: محمد ارشد بھٹی نقشبندی امیر شیران اسلام تحصیل سیالکوٹ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاجدار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے جب تک آپ ﷺ کی ذات اقدس ہمیں اپنی جائیداد، اولاد، عزیز واقارب حتیٰ کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جائے ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لئے عید میلاد النبی ﷺ سے زیادہ خوشی کا موقع پورے سال میں کوئی نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلمانوں کے لئے انتہائی پر مسرت مواقع ہیں مگر عید میلاد النبی ﷺ عیدوں کی عید ہے۔ کیونکہ ساری عیدیں اور نعمتیں اسی عید کی طفیل ہیں۔ ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے۔

ربیع الاول شریف کا چاند نظر آتے ہی ہر طرف مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ خوشیاں بکھر جاتی ہیں۔ بچے بوڑھے اور جوان اپنے اپنے انداز میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے موقع پر گھروں، محلوں اور بازاروں کو سجاتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں اور اپنے آقا علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر نعتِ نبی کے ترانے سجائے ہوئے، آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا کے نعرے لگاتے ہوئے پورا دن گزارتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کو یہ خوشی بالکل اچھی نہیں لگتی جیسا کہ مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں، نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

سیالکوٹ کے مشرقی علاقہ میں واقع دیہات میں عوام اہل سنت بڑی دھوم دھام سے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا اہتمام کرتے ہیں جو کہ بیس دیہات میں سے گذر کر چوک اوراء میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔ بھٹے کلاں، لنگڑیالی، ڈالووالی، اور راء وغیرہ بڑے بڑے قصبے ہیں جو اس جلوس کے روٹ میں شامل ہیں۔ عرصہ ۱۱ سال سے یہ جلوس پر امن اور باوقار انداز میں جاری ہے۔ اس جلوس کی قیادت صاحبزادہ سید ضیاء الحسنین صاحب (آستانہ عالیہ وینس شریف) جناب غلام محمد صاحب، قاری محمد افضل صاحب، محمد عباس کشمیری صاحب، ماسٹر محمد سلیم صاحب، جناب محمد رمضان گو ہر صاحب اور دیگر معززین علاقہ کرتے ہیں۔ اس سال یہ طے پایا کہ لنگڑیالی اور اوراء کے عوامِ اہل سنت ایک الگ جلوس کا اہتمام کریں گے جو کہ دونوں دیہات کا چکر کاٹ کر ایک بجے بمقام وینس برادر زفلنگ اسٹیشن پر بڑے جلوس میں شامل ہو جائے گا۔ انجمن تاجران مین بازار لنگڑیالی کے قائدین کی قیادت میں یہ جلوس ترتیب دیا گیا۔ اس جلوس کی قیادت جناب چودھری پرویز لنگڑیال (صدر)، جناب عابد حسین (سنئیر نائب صدر) چودھری محمد ریاض اور حافظ محمد سرور صاحب فرما رہے تھے جلوس جامع مسجد محمدی اہل حدیث (اوراء) کے پاس پہنچا تو مسجد سے باہر نکل کر شر پسند وہابی نوجوانوں نے جلوس پر پتھراو شروع کر دیا اور ڈنڈے برسائے جس سے چند شرکاء جلوس زخمی ہوئے اور اطلاع ملنے پر مقامی پولیس پہنچ گئی۔

جلوس کو واپس چوک اوراء لے جانا پڑا۔ تھوڑی دیر میں دونوں جلوس اکٹھے ہو گئے۔ صاحبزادہ ضیاء الحسنین صاحب اور حاجی عبدالعزیز وینس صاحب سے مذاکرات کے بعد پولیس اپنی نگرانی میں جلوس کو اوراء لے جا کر وہابیوں کے مسجد کے سامنے سے گذارنے کا فیصلہ کیا۔ جب جلوس مذکورہ

جگہ پہنچا تو مسجد کی چھت پر موجود درندہ صفت وہابیوں نے جلوس پر اینٹیں برسانی شروع کر دیں جو کہ پہلے سے جمع کر کے چھت پر رکھی گئی تھیں۔اس دوران مسجد کی چھت پر متعین پولیس اہلکار شدت پسندوں کو روکنے کی بجائے ایسے کھڑے تھے جیسے یہ اپنی نگرانی میں پتھراؤ کروا رہے ہیں پتھراؤ سے تقریباً چودہ افراد زخمی ہوئے۔ایک تیرہ سال کا بچہ حسنین ریاض ولد محمد ریاض آف لنگڑیالی سر میں اینٹ لگنے سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ریسکیو۱۱۲۲ کے نوجوان موقع پر پہنچ کر زخمیوں کو ہسپتال لے گئے۔یہ پتھراؤ آدھا گھنٹہ جاری رہا۔پھر پولیس نے حملہ آوروں پر قابو پا کر ۱۶-افراد کو گرفتار کر لیا مگر ساتھ ہی ان پر مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔قائدین کی ہدایت پر مظاہرین نے شہر کا رخ کیا اور سرکلر روڈ پر چوک رنگپورہ میں ٹائر جلا کر ٹریفک روک دی اور نعرے لگائے۔میلاد کے منکرو پاکستان چھوڑ دو۔

جماعت اہل سنت کے قائدین جناب صاحبزادہ حامد رضا خاں صاحب کی قیادت میں موقع پر پہنچ گئے اور انتظامیہ کو خبردار کیا کہ جب تک شر پسندوں پر مقدمہ درج نہ کیا گیا مظاہرہ جاری رہے گا۔آخر کار رات گئے انتظامیہ نے مقدمہ درج کیا اور مظاہرین منتشر ہو گئے۔مجروح حسنین ریاض سول ہسپتال سیالکوٹ میں زیر علاج ہے۔ایسے واقعات ماضی میں کئی مقامات پر واقع ہوئے ہیں۔یہ ذکر نبی کو روکنے کی گھٹیا کوشش ہے مگر یہ شر پسند اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک اے محبوب ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔امام اہل سنت فرماتے ہیں

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے کا کبھی چرچا تیرا
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم رہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

صدائے حق :

بے دینوں کے پھیلائے ہوئے دس سوالوں کے جوابات

مناظر اہل سنت ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی گوجرانوالہ

(۱) کسی صحابی کا عرس پوری دنیا میں منایا جاتا ہے؟

(۲) ہمارے ﷺ کے زمانے کے بہترین قوال کا نام؟

(۳) عرب سے اس مزار کا نام بتائیں جہاں صحابہ کرام جا کر منتیں مانتے تھے اور چادریں چڑھاتے تھے؟

(۴) کسی ایک صحابی کا نام بتائیں جو گیارہویں شریف منایا کرتے تھے؟

(۵) اس صحابی کا نام بتائیں جنہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو اپنے گھر میں محفل میلاد منعقد کی اور آپ تشریف لے آئے؟

(۶) الصدیارسول اللہ کا نعرہ صحابہ میں کس نے سب سے پہلے لگایا یا ایسے دو صحابہ کا نام لکھیں جو یہ نعرہ لگایا کرتے تھے؟

(۷) کیا کسی صحابی نے دھمال ڈالا؟

(۸) ۱۲ ربیع الاول کو صحابہ کس رنگ جھنڈا لہراتے تھے؟

(۹) کس صحابی نے اللہ کے نبی کا مزار تعمیر کیا تھا؟

(۱۰) کیا نبی ﷺ یا کسی صحابی نے کسی کی شہادت پر ماتم کیا یا کرنے کا حکم دیا؟

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رحمة للعالمين اما بعد

بعض لوگوں کی فطرت ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کے خلاف بے جا اندھا دھند قیل و قال اور سوالات و اعتراضات کا دھندا جاری رکھتے ہیں ۔اپنی اسی عادت سے مجبور ہوتے ہوئے انہوں نے مختلف سوالا تیار کر رکھے ہیں اور انہیں موبائل فونز یا انٹرنیٹ کے ذریعے عام کر کے سادہ لوح عوام الناس اور ناواقف نوجوانوں کو ورغلانے کی مکروہ کوشش کرتے ہیں۔درج ذیل سوالات بھی اسی سلسلہ تضلیل و دام تزویر کی ایک کڑی ہے جو راقم الحروف کو مولانا حافظ محمد نصر اللہ مدنی نے سیالکوٹ کے ایک جلسہ کے موقع پر دیئے اور جوابات لکھنے کا مطالبہ کیا۔اختصار کے ساتھ وہ سوالات اور ان کے جوابات پیشِ خدمت ہیں ۔اللہ تعالی انہیں مخالفین کے لئے ہدایت کا وسیلہ اور موافقین کے لئے استقامت کا بنائے آمین ۔قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کے عنوان کے تحت کئے گئے چھ سوالوں کے جواب ملاحظہ ہوں۔

سوال نمبر۱ کسی صحابی کا عرس پوری دنیا میں منایا جاتا ہے؟

الزامی سوال جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں کس صحابی نے عرس کو بدعت قرار دیا ہے؟ تحقیقی جواب عرس وصال کے دن یا اس کے آگے پیچھے صاحب مزار کو ایصال کو سالانہ ایصالِ ثواب اور ان کی تعلیمات و حالاتِ زندگی کے ذکر کا نام ہے۔متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر کا سالانہ ذکر جمادی الثانی میں سیدنا فاروقِ اعظم کا ذکر محرم میں سیدنا عثمان کا ذکر ذوالحجہ میں جبکہ سیدنا علی کا ذکر رمضان المبارک میں پوری دنیا میں کیا جاتا ہے۔اب تو وہابی دیوبندی بھی ان صحابہ کرام کے ایام منا رہے ہیں بلکہ ان کے ایام سرکاری سطح پر منانے کا حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

سوال نمبر۲ ہمارے ﷺ کے زمانے کے بہترین قوال کا نام؟

الزامی سوال قوال سے مراد اگر اچھی آواز میں نعت شریف پڑھنے والا یعنی نعت خواں مراد ہے تو پھر آپ اپنی جہالت کا علاج کروائیں کیونکہ آپ صحابہ کرام کے متعلق اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان میں کئی حضرات نبی کریم ﷺ کی نعت شریف پڑھا کرتے تھے، کیا ہمارے نبی کریم ﷺ نے اسے بدعت قرار دیا؟

تحقیقی جواب: قوال اس خوش گفتار کو کہتے ہیں جو سر لگا کر صوفیہ کرام اور حق سے متعلق چیزیں سنانے والا ہو یعنی اچھی سر کے ساتھ حق و صداقت پر مبنی کلام پڑھنے والے کو قوال کہتے ہیں۔متعدد احادیث مقدسہ میں رسول پاک ﷺ نے اچھے اشعار سن کر تعریف فرمائی ہے، آپ ﷺ نے حضرت لبید بن ربیعہ العامری اور امیہ بن ابی الصلت کے اشعار بڑی رغبت کے ساتھ سماعت فرمائے ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حکم اشعار پڑھا کرتے تھے حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اشعار پڑھے ہیں

غزوۂ خندق میں صحابہ کرام کی نعت خوانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین وانصار مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے میں مصروف تھے، اور اپنی پیٹھوں پر مٹی منتقل کرتے وقت یہ شعر پڑھتے تھے:-

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْاِسْلَامِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا

بک گئے ہیں ہم محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر وقف ہے یہ زندگی ان کی غلامی کے لئے -

یہ ساعت فرما کر شمع رسالت کی زبان مبارک پر اپنے پروانوں کے لئے یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْآخِرَةْ فَبَارِكْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! بھلائی نہیں مگر آخرت کی بھلائی -پس انصار و مہاجرین میں برکت فرما۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کے جواب میں کہا:-

اَللّٰهُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْآخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے-پس انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

بخاری حدیث ۲۸۳۵ کتاب الجہاد باب حفر الخندق وحدیث نمبر ۲۶۱۲، مسلم حدیث ۱۸۰۳ مشکوۃ حدیث: ۴۷۹۳

کتاب الآداب باب البیان والشعر

سوال نمبر۳: عرب سے اس مزار کا نام بتائیں جہاں صحابہ کرام جا کر منتیں مانتے تھے اور چادریں چڑھاتے تھے؟ الزامی سوال اس صحابی کا نام بتائیں جس نے مزار پر جا کر منت ماننے اور چادر چڑھانے کو بدعت یا شرک کہا۔

تحقیقی جواب وہ رسول اللہ ﷺ کا مزار مقدس ہے جہاں صحابہ کرام جا کر منتیں مانتے تھے اور فریاد کرتے تھے زمانہ فاروقی میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو ایک شخص (بلال بن حارث مزنی) قبر نبوی پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے وہ وہلاک ہو رہی ہے (مصنف ابی ابی شیبہ ۷/۲۸۴) اس کی سند صحیح ہے ،البدایہ والنہایہ ۱/۱۳۹۳) رہ گیا قبر پر چادر ڈالنا تو ملاحظہ فرمائیں سیدہ عائشہ کی بھتیجے سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اماں جان اکشفی لی عن قبر النبی ﷺ وصاحبیہ فکشفت لی عن ثلاثۃ قبور آپ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر انور اور صاحبین کی قبروں سے کپڑا اٹھایئے تو انہوں نے میرے لئے تینوں قبروں سے کپڑا اٹھادیے۔(ابوداود کتاب الجنائز باب فی تسویۃ القبر حدیث 3220 مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت حدیث ۱۷۱۲)

سوال ۴: کسی ایک صحابی کا نام بتائیں جو گیارھویں شریف منایا کرتے تھے؟ الزامی سوال کسی ایک صحابی کا نام بتائیں جو اس پروگرام کو بدعت قرار دیتے تھے؟

تحقیقی جواب گیارھویں شریف سے مراد اگر گیارہ ربیع الاول کی محفل یا ذکر ولادت نبوی ہے تو یہ ذکر میلاد قرآن وحدیث اور عمل صحابہ سے ثابت ہے جب دوسرے دنوں اور راتوں میں میلاد النبی ﷺ کا ذکر درست ہے تو ربیع الاول کے تمام دنوں اور تمام راتوں میں یہ مبارک ذکر جائز ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ اور ولادت نبوی پر خوشی کرنے کو اہل سنت وجماعت بارھویں شریف کہتے ہیں اور یہ ذکر اور خوشی سال کے کسی بھی مہینے میں ہو کسی بھی ہفتہ میں ہو اور ہفتہ کے کسی بھی دن یا رات کو ہو دن یا رات کے کسی بھی حصے میں ہو، جبکہ گیارھویں شریف سے مراد حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کا نام ہے یہ بالکل جائز ہے گیارھویں اس کو اسے کہتے ہیں کہ آپ وصال ۱۱ ربیع الآخر کو ہوا۔ رہ گیا سرکار ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار یا آپ ﷺ کے میلاد پاک کا ذکر ملاحظہ کیجئے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جلسہ کیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مَا اَجْلَسَكُمْ تم نے کس لئے جلسہ کیا تو انہوں نے دوٹوک یہی بتایا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ ہم نے اس لئے جلسہ کیا ہے کہ خدا کا ذکر کریں اور اس کی حمد کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم کیا اسی چیز نے تم کو یہاں پر بٹھایا؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم کیا اسی چیز نے ہم کو یہاں پر بٹھایا ہے۔ فرمایا:

اَمَا اِنِّي لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِي جبريلُ فَاَخْبَرَنِي اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ

میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔ نسائی کتاب ادب القضاۃ باب کیف یستحلف الحاکم حدیث 5331 احمد مسند الشامیین حدیث 16232 (مسند احمد ج ۴ ص ۹۲ طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۳۱۱) مسلم حدیث نمبر 2701 مشکوۃ 2278 کتاب الدعوات باب ذکر اللہ ترمذی کتاب الدعوات حدیث 3301 ترمذی اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں وَمَنَّ عَلَيْنَا معلوم ہوا کہ ذکر مصطفیٰ اور میلاد مصطفیٰ کرنے سے اللہ بھی خوش اور رسول اللہ بھی خوش ہوتے ہیں صرف شیطان جلتا ہے۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تَذَاكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ مِيلَادَهُمَا عِنْدِي میرے پاس رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر دونوں نے اپنے میلاد کا ذکر کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی رقم ۲۸، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۶۰)

اب آپ سوچ لیجئے کہ آپ ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی اور ذکر میلاد یعنی بارھویں شریف کی مخالفت کر کے نہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مخالف بن بیٹھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بھی مخالف قرار پاتے ہیں۔

سوال نمبر ۵: اس صحابی کا نام بتائیں جنہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو اپنے گھر میں محفل میلاد منعقد کی اور آپ تشریف لے آئے؟

الزامی سوال یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ محفل میلاد بارہ ربیع الاول کو ضروری نہیں اگر آپ اپنی بدعقیدگی سے توبہ کر کے کسی اور تاریخ کو منعقد کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی شرعی طور پر اجازت ہے لیکن لگتا ہے یوں ہے کہ آپ کسی دن بھی یہ پروگرام نہیں کر سکتے کیوں کہ آپ کے ملاؤں نے آپ گھر کا چھوڑا ہے اور نہ گھاٹ کا آپ ان سے صرف اتنا پوچھ لیں کہ کس صحابی نے ۱۲ کو محفل منعقد کرنے کو بدعت کہا ہے؟

تحقیقی جواب ہم پوری وضاحت کے ساتھ تو یہ بات کہہ چکے ہیں کہ محفل میلاد نہ صرف ۱۲ ربیع الاول کو بلکہ پورا سال جب بھی کی جائے جائز اور درست ہے۔ باقی رہا گھر میں محفل میلاد اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا تو سنیے! سیرت کی بعض کتب میں موجود ہے امام شیخ ابوالخطاب فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِهِ وَقَائِعَ وِلَادَتِهِ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ اِذْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي

وہ اپنے مکان میں قوم کے سامنے حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور صحابہ خوش ہو رہے تھے اور اللہ کی حمد کر رہے تھے تو اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ التنویر فی مولد البشیر النذیر

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے بیٹوں کو میلاد النبی ﷺ کے واقعات بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن ہے میلاد کا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ عَلَيْكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَلٰئِكَةُ يَسْتَغْفِرُوْنَ) (التنویر فی مولد البشیر النذیر از شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ، الدر المنظم، صحیح العقائد از علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ص ۶۰) اگر کوئی میلاد دشمنی میں اس

روایت کے انکار پر ہی کمر باندھ لے تو وہ کان کھول کر سن لے کہ چوتھے سوال کے ضمن میں گذر چکا ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کرام کی اس محفل میں تشریف لائے تھے جو انہوں نے آپ کی آمد کی خوشی کے اظہار میں منعقد کر رکھی تھی۔ مزید ایسی محافل اور اس میں نبی پاک ﷺ کا تشریف لانے کے واقعات ملاحظہ کیجئے ہماری کتاب ,,آؤ میلاد منائیں،، حقیقت واضح ہو جائے گی۔

سوال نمبر۶: المدد یارسول اللہ کا نعرہ صحابہ میں کس نے سب سے پہلے لگایا یا ایسے دو صحابہ کا نام لکھیں جو یہ نعرہ لگایا کرتے تھے؟

الزامی سوال المدد یارسول اللہ کے نعرہ کو کس صحابی نے بدعت یا شرک کہا ہے اس کا نام لکھیں؟

تحقیقی جواب سوال نمبر ۳ کے جواب میں گذر چکا ہے کہ حضرت بلال بن حارث نے مشکل کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یوں عرض کیا یارسول اللہ! اور مزید سنیے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگ یمامہ کے موقع پر تمام مسلمانوں (صحابہ کرام اور دیگر اہل لشکر) نے کیا کہا تھا؟ (ثُمَّ نَادَی بِشَعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ کَانَ شِعَارُهُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاهُ (البدایہ والنہایہ ج۶ ص۳۱۹ خلافت ابوبکر الصدیق مقتل مسیلمہ کذاب) پھر انہوں نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق پکار کی اور اس وقت مسلمانوں کی نشانی یہ نعرہ تھا یا محمد یارسول اللہ مدد کیجئے۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر تمام صحابہ کرام یہ نعرہ لگا رہے تھے یا محمد یارسول اللہ (مسلم شریف کتاب الہجرہ) یہ ان چھ سوالوں کے مختصر جواب تھے جو ہم سے پوچھے گئے تھے۔

فائدہ: بعض الناس نے ان سوالات میں چند اور سوالوں کا اضافہ بھی کیا ہے ان کے جوابات بھی حاضر خدمت ہیں انہوں نے عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے مزید یہ پوچھا ہے کہ **بوجھو تو جانیں**

سوال نمبر۷: کیا کسی صحابی نے دھمال ڈالا؟

جواب صحابی رضی اللہ عنہ کا نام تو صرف سوال کا وزن بڑھانے کی خاطر استعمال کیا گیا ہے ورنہ سائل خود ثابت کرے کہ قرآن وحدیث کے کس مقام پر صراحت کی گئی ہے کہ وہی کام جائز ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہو، تو کیا مخالف اپنے تمام امور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔ جہاں تک دھمال کی بات ہے تو اگر اس سے مراد خوشی کی وجہ سے صرف جھومنا ہے تو شرعی طور پر اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر منکر اس سے ناچنا اور بھنگڑا ڈالنا مراد لے رہا ہے تو اہل سنت وجماعت کا دامن ان خرافات سے پاک ہے۔

سوال نمبر۸: ۱۲ ربیع الاول کو صحابہ کس رنگ جھنڈا لہراتے تھے؟

جواب: جھنڈا لہرانے کے لئے ۱۲ ربیع الاول کی کوئی تخصیص نہیں اگر کوئی پیچھے بھی لہرانا چاہے تو شرعی طور پر کوئی ممانعت نہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ تو اپنی شان وعظمت کا جھنڈا تو قیامت کے دن بھی لہرائیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وانا حامِلُ لِوَاءُ الْحَمْدِ یومَ القیامةِ اور قیامت کے حمد کا جھنڈا میں خود اٹھاؤ نگا۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین 5762 ترمذی 3616) اگر ۱۲ ربیع الاول کا حوالہ ہی درکار ہے تو سنئے۔

محدث ابن جوزی لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

اللہ تعالی میری آنکھیں روشن کر دیں حجابات اُٹھ گئے میں نے اُس وقت زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔

(بیان المیلاد النبی ﷺ ص ۵۱، المولد العروس ص ۱۷ (خصائص کبری، مواہب اللدنیہ) تاریخ الخمیس، نسیم الریاض، البدایہ والنہایہ

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر

تاعرش اُڑا پھریرا صبح شب ولادت

جب حضور ﷺ کی والدہ کی یہ شان ہے کہ مکہ میں رہ کر مشرق ومغرب کو دیکھ لیا تو اس آنے والے نور کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جس نے رب کائنات کو دیکھا اسی بات کو غیر مقلد وہابی حضرات کے امام نواب الصدیق بھوپالی نے ,,الشمامة العنبر یہ من مولد خیر البریہ،، کے ص ۹ پر نقل کیا ہے اور دیوبندیوں کے مجدد اشرف علی تھانوی نے اس کو معتبر مانا ملاحظہ ہو ,,نشر الطیب ص ۳-۲۱-۲۵ وغیرہ معلوم ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو جھنڈے کا انتظام قدرتی طور پر ہو چکا ہے اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہجرت کے موقع پر شانِ نبوی کی انفرادیت اور امتیازی فضیلت کے اظہار کے لئے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے جھنڈا لہرایا تھا

قال بریدةُ یارسولَ اللهِ لاتَدْخُلُ المدینةَ اِلَّا مَعَكَ لِوَاءٌ فَحَلَّ عِمَامَتَهُ ثُمَّ شَدَّهَا فِی رُمْحٍ ثُمَّ مَشَی بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی دَخَلُوا الْمَدِیْنَةَ (تاریخ الخمیس ،الوفاص ۲۲۷ زرقانی شرح مواہب ۱/۳۳۹ مدارج النبوۃ ۲/۱۱۱)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مدینہ منورہ میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے پھر انہوں نے اپنا عمامہ کھولا اسے اپنے نیزے سے باندھا پھر (لہراتے ہوئے) آپ ﷺ کے آگے آگے چلنے لگے حتی کہ وہ تمام (بشکل جلوس) مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جلوس نبوی کے موقع پر جھنڈے لہرانے کا آغاز مدینہ طیبہ سے ہوا تھا اور یہ بھی واضح رہے کہ جنگوں میں آپ ﷺ کے جھنڈوں کے رنگ مختلف رہے ہیں مثلاً سیاہ رنگ اور سفید رنگ (مدارج النبوۃ ۲/ ۹۷۵ دیگر موقع کے لئے کوئی خاص رنگ مقرر نہیں کیا گیا۔ آج ہم سبز رنگ کا جھنڈا لہراتے ہیں کیونکہ یہ گنبد خضرا کے رنگ کی بھی یاد تازہ کرتا ہے ویسے بھی اللہ تعالی کو رسول اللہ ﷺ کو سبز رنگ بہت ہی پسند ہے اسی لئے جنتیوں کا لباس سبز رنگ کا ہوگا (سورۃ الکھف آیت ۳۱) اور نبی کریم ﷺ نے سبز رنگ کی چادر استعمال فرمائی ہے (ترمذی 109/2 ابوداود 206/2 مشکوۃ 376)

سوال نمبر۹: کس صحابی نے اللہ کے نبی کا مزار تعمیر کیا تھا؟ کیا کسی صحابی نے دھمال ڈالا؟

۱۲ ربیع الاول کو صحابہ کس رنگ جھنڈا لہراتے تھے؟ کس صحابی نے اللہ کے نبی کا مزار تعمیر کیا تھا؟

جواب مزار کا معنی ہے (۱) زیارت کرنے کی جگہ (۲) قبر۔ اب دیکھئے معترض کتنا جاہل اور بے عقل ہے کہ اسے اتنی بھی خبر نہیں کہ حضور ﷺ کی قبر انور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ کی نگرانی میں تمام صحابہ کرام کی تائید کے ساتھ حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تیار کی تھی۔ (مدارج النبوۃ 442/2 البدایہ والنہایہ 1065/1) اور سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ ﷺ کے بچھونے کی جگہ پر بنائی گئی (مشکوۃ ۵۴۷)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک مرتبہ (صحابہ کرام کی موجودگی میں) روضہ رسول ﷺ کی تعمیر کا کام کیا تو دوران تعمیر ایک قبر سے پاؤں ظاہر ہو گیا جس کی وجہ سے لوگوں کے ہوش اڑ گئے کہ شاید یہ قدم رسول اللہ ﷺ کا ہو لیکن حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اللہ کی قسم! یہ آپ ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے تب لوگوں کے ہوش ٹھکانے آئے (بخاری ۱/۱۸۶)

سوال نمبر۱۰ کیا نبی ﷺ یا کسی صحابی نے کسی کی شہادت پر ماتم کیا یا کرنے کا حکم دیا؟

جواب ماتم سے مراد اگر بال نوچنا، چہرہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا، چیخنا چلانا وغیرہ مراد ہے تو یہ نہ نبی کریم ﷺ نے کیا اور نہ ہی کسی صحابی نے ارادۃً ایسا کیا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بخاری ومسلم مشکوۃ ۱۵۰) اور اگر ماتم سے مراد سوگ اور غم کا اظہار کرنا ہے تو وہ صرف تین دن تک ہوتا ہے سوائے بیوہ کے کہ وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرتی ہے۔ (مسلم ۱/۴۸۸)

الحمدللہ اہل سنت وجماعت اسی کے قائل ہیں ہم اس سے زیادہ سوگ اور غم کے ہرگز حامی نہیں ہیں لیکن مخالفین کا قارورہ ماتم سے ضرور ملتا ہے کہ وہ بارہ ربیع الاول کو خوشی کرنے سے روکتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی جس سے واضح ہے کہ وہ چودہ صدیوں سے زائد کا عرصہ گذر جانے کے باوجود غم کی دعوت دے کر خود کو ایمان والوں سے نکال کر باہر کرنا چاہتے ہیں پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

تم بھی ثابت کرو: اب آیئے؟ اب آیئے ہم بھی چند سوالات سپرد قلم کردیں تاکہ دوسروں سے ہر بات پر قرآن وسنت کا مطالبہ کرنے والے اپنی بھی اوقات دیکھ لیں۔ اور زمانہ ان کے متعلق جان سکے کہ یہ کتنے پانی میں ہیں اگر مخالفین میں دم خم ہے تو وہ اپنے اصولوں کے مطابق جواب دیں۔

(۱) قرآن وحدیث کی ایک ایک عبارت لکھیں جس سے دوٹوک ثابت ہو کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہاں اور کتنی بار سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا؟

(۲) رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنے شہروں کی فتح کا دن مناتے ہوئے جشنِ آزادی منایا یا اس کی مبارکباد دی ہے، جس طرح جشنِ آزادی پاکستان منایا جاتا ہے؟

(۳) اس صحابی کا نام بتائیں جنہوں نے مدرسہ یا مسجد کے لئے کھالیں جمع کی ہوں؟

(۴) کتنے صحابہ کرام تھے جو یا اللہ مدد کا نعرہ لگایا کرتے اور یارسول اللہ المدد شرک کہتے؟

(۵) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبلیغ کے لئے کونسی کتابیں لکھیں؟ کتنے ماہانہ مجلے نکالے،؟ کس قدر کتابچے شائع کئے اور کتنی تعداد میں اشتہارات اور اسٹیکرز چھاپے تھے؟

(۶) رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانے میں بخاری شریف کے شروع کرنے یا ختم کرنے کی تقریبات کتنی بار منعقد ہوئی تھی؟

(۷) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بتائیں جنہوں نے یہ تنظیمیں بنائی ہیں: لشکر طیبہ، جماعۃ الدعوۃ، اہل حدیث یوتھ فورس، جمعیت اہل حدیث، جماعتِ اہل حدیث یا مرکزی تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ، جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ، حرکۃ الانصار، حرکۃ المجاہدین، جماعتِ اسلامی اور جیشِ محمد وغیرہ؟

(۸) وہ کونسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے مختلف مواقع پر دھرنے دیئے، بھوک ہڑتالیں کیں، دفاعِ پاکستان، گستاخانِ رسول کے خلاف جلسے اور جلوس نکالے؟

(۹) رسول اللہ ﷺ نے کون کونسے شہیدوں کا دن اور یاد مناتے ہوئے شہداء اسلام کانفرنس، شہدائے اہل حدیث کانفرنس کے پروگرام ترتیب دیئے تھے؟

(۱۰) تعلیم وتربیت کے لئے دار العلوم دیوبند، خیر المدارس، جامعہ محمدیہ، جامعہ اثریہ، جامعہ اسلامیہ اور جامعہ عربیہ وغیرہ میں کس نام پر کتنے مدرسے بنائے گئے تھے جن میں موجودہ انداز میں کلاسز کا اجراء امتحانات کا سلسلہ اور تقسیم اسناد وانعامات کے جلسے کئے جاتے تھے؟

(۱۱) موجودہ جنگی سازوسامان کے ساتھ کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد میں حصہ لیا تھا؟

(۱۲) دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن کونسے پریس سے چھپتا تھا اور کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موجودہ قرآن کی تلاوت کی ہے؟ یہ بارہ سوالات ہیں جو ان ۱۰ سوالوں کے جواب میں لکھے گئے ہیں ھَاتُوا بُرھَانَکم اِن کُنتُم صادقین اب تو زخمی سانپ کی طرح بھرنا چاہئے اگر یہ ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہئے

اب فیصلہ آپ پر ہے: اس عنوان کے تحت مخالفین نے چار مسئلے لکھ کر دھوکہ دیا ہے کہ

(۱) اگر نبی کریم ﷺ نور ہیں تو خاندان ختم (۲) اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہیں تو وحی ختم (۳)

اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت ختم (۴) اگر نبی ﷺ مختار کل ہیں تو شفاعت ختم۔ پھر آخر میں لکھا ہے: اگر غور سے سوچ کر پڑھ تو بدعت ختم۔ حالانکہ پڑھنے والوں سے غور اور سوچ کا مطالبہ کرنے سے قبل لکھنے والوں کے پاس کوئی عقل و شعور کا ذرہ ہوتا تو وہ پڑھو کو ,,پڑو،، نہ لکھتا اور نہ ہی ایسی دھوکہ آمیز تحریر شائع کرتا انہوں نے ہمارا تجربہ مزید پختہ کر دیا کہ یہ لوگ بولتے ہیں سمجھتے نہیں۔ واقعۃً اگر یہ حضرات غور و فکر اور عقل و شعور کو بروئے کار لائیں تو ان کی جہالت اور حماقت ختم ہو سکتی ہے ملاحظہ فرمائیں یہ کہنا کہ اگر نبی کریم ﷺ نور ہیں تو خاندان ختم بالکل غلط ہے، کیونکہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ بھی ایسی بات نہیں ملتی، ان کا اپنا خود ساختہ جملہ ہے اگر ان میں ہمت ہے تو وہ اپنی باتوں پر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث نقل کر دیں ورنہ چلو پانی میں ڈوب مریں یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں کہ ان کا مذہب قرآن و حدیث ہے دنیا ان کی حقیقت جان چکی ہے اہل سنت پر بہتان بازی کی سزا ان کو دنیا و آخرت میں مل کر رہے گی ابوداود کی حدیث میں ہے کہ ﴿مَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ اَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ﴾ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان میں ایسی چیز بیان کی جو اس میں نہ ہو تو اسے کچ لہو میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کہے سے نکل جائے۔ ابوداود حدیث 3123-3597 مشکوۃ حدیث 3611 کتاب الحدود باب الشفاعۃ فی الحدود (رَدْغَةَ الْخَبَال) یعنی کچا پیپ جسے اردو میں کچ لہو کہتے ہیں اس سے مراد دوزخ کا وہ مقام ہے جہاں دوزخیوں کا پیپ اور خون جمع ہوتا ہے دنیا میں یہ جتنے روز مسلمان بھائی کو عیب لگاتا رہا یعنی مشرک و بدعتی کہتا رہا اتنے روز اسے جہنم کے اس طبقہ میں رکھا جائے گا کہ وہاں رہے گا اور یہ کچ لہو پئے گا اللہ کی پناہ (مراۃ 5-330) ہم اپنے عقیدے کی مزید وضاحت کر دیتے ہیں تا کہ مخالفین کی گمراہ گری کا جال بکھر کر رہ جائے۔

(۱) یہ جھوٹ بولنے والے کہ نور کا خاندان نہیں ہوتا کان کھول کر سن لیں! مسلمانوں کا جنت میں نوری مخلوق حوروں سے نکاح ہوگا۔ رشاد باری تعالیٰ ہے وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ (الدخان،۵۴) اور ہم نے ان کا نکاح موٹی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔ ان حوروں سے ان کی اولاد بھی ہوگی اگر جنتی خواہش کرے (ابن ماجہ 4338 ترمذی 2563 مشکوۃ کتاب صفۃ القیامۃ باب صفۃ الجنۃ حدیث 5648)

یہ سادہ لوح عوام کو ورغلانے کے لئے آج یہ ڈھنڈورا پیٹنے والے کہ نور کا خاندان نہیں ہوتا کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی رابطہ کریں گے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا خاندان ہے اور وہ پھر بھی فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ:- بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۵ پارہ-۶ رکوع ۷-) اس آیت کے تحت مخالفین نے بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ امام عبدالرزاق معمر سے اور وہ زہری سے، وہ سالم سے اور وہ اپنے والد یعنی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ كَانَ نُورٌ كُلُّهُ بل نُوْرًا مِنْ نُورِ اللهِ﴾ میں نے ان دو آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ تمام تر نور تھے بلکہ آپ ایسے نور تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ اپنے نور سے پیدا کیا۔ (مصنف عبدالرزاق۔ حدیث ۱۷) امام الوہابیہ نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء نور محمدی سے کی پھر عرش کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر ہوا کو پھر دوات کو پھر قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو، آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی پیدائش کا مادہ اولی نور محمدی ہے۔ پھر حاشیہ میں لکھا: ﴿اول ما خلق الله القلم او العقل﴾ اس سے مراد اولیت اضافی ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶) اب لگاؤ فتوی اپنے امام پر کیا لگاتے ہو یہ سب فتوے ہم غریبوں کے لئے ہیں کم از کم اپنی کتابیں تو پڑھ لیا کرو پھر زبان کھولا کرو۔ تا کہ رسوائی نہ ہو۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر　　　ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے　　　گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

(۲) اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہیں تو وحی ختم۔ ہمارے نزدیک عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ اس جملہ سے ذاتی علم غیب کی طرف ذہن جاتا ہے جہاں تک نبی کریم ﷺ کے غیب کو جاننے کا تعلق ہے تو جاہل سائل نے یہ کذب بیانی کی ہے کہ اس سے وحی ختم ہو جاتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ہی سے اپنے پیارے نبی ﷺ کو علم غیب کے خزانے عطا فرما دیئے ہیں۔ خود وحی یعنی قرآن ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (آل عمران ۴۴) اور کون پاگل کہہ سکتا ہے کہ خبر آنے سے علم نہیں آتا۔ جب خبر دی جائے تو اس سے علم آتا ہے معلوم ہوا کہ وحی کے ذریعے سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

(۳) اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت ختم۔ یہ بھی کسی ابلیس نے شوشہ چھوڑا ہوگا کہ حاضر و ناظر ہجرت کے خلاف ہے حالانکہ حاضر و ناظر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ مقدس سے پردے ہٹا دیئے ہیں روئے زمین آپ کے سامنے کر دی اور آپ زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھتے ہیں (مسلم 2889 مشکوۃ 5750۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کا وجود مقدس ہر جگہ پایا جاتا ہے وجود پاک ایک جگہ ہے نگاہ پاک ہر جگہ۔ لہٰذا اس کو ہجرت کے منافی قرار دینا حماقت ہی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ وجودِ مسعود کے لحاظ سے مختلف مقامات پر آتے جاتے ہیں۔

(۴) اگر نبی ﷺ مختار کل ہیں تو شفاعت ختم۔ اس جملے کے ساتھ یہ کہنا چاہئے تھا کہ ,, عقل نہ ہووے تے موجاں ای موجاں ،، کیونکہ مختار کل کا معنی ہے کہ وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اور ان اختیارات میں ایک اختیار شفاعت کا بھی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا (بخاری 335 مسلم 521 مشکوۃ 5747)

ان جوابات کی روشنی میں کیا سائل کا دوسروں کو یہ کہنا کہ ,, اگر غور سے سوچ کر پڑھو تو بدعت ختم۔ غلط نہیں؟ اگر وہ یہ سوال کرنے سے پہلے خود غور وفکر سے کام لیتا یا اہل علم سے رابطہ کر کے اپنی جہالت ولاعلمی دور کر لیتا تو آج اسے یوں ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے آمین۔ علامہ اقبال نے سچ کہا ہے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

تمیمہ کا معنی: مخالفین نے ,, رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعویذ لٹکانا شرک ہے،، کی سرخی جما کر روایت مَنْ تَعَلَّقَ تِمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ لکھ کر یہ تاثر دینے کی مذموم کوشش کی ہے کہ قرآن و حدیث یا اچھے کلمات پر مشتمل کوئی تعویذ استعمال کرنا شرک ہے۔ جبکہ قرآن و حدیث میں کسی بھی جگہ اس چیز کی صراحت نہیں ہے اور پیش کی گئی روایت میں تِمِيْمَةٌ کو لٹکانا شرک کہا گیا نہ کہ قرآنی کلمات کو اور تِمِيْمَةٌ کا معنی کیا ہے؟ ملاحظہ ہو لغت عرب کی معروف کتاب ,, لسان العرب ص ۷۰ ج ۱۲ پر ہے خــــزرات گھونگے، منکے اور کوڑیاں یہی بات ,, الصحاح ،، 1878/5 اور النہایہ ،، 197/1 پر بھی موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ مخالفین کا سارا دھندا مکر و فریب اور جھوٹ و دغا بازی پر مشتمل ہے۔

(۱) تعویذات لٹکانے کی اصل قرآن مجید کی یہ آیت ہے اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔

(سورہ بنی اسرائیل ۸۲) اور حدیث میں تعویذات کی اصل یہ روایت ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چند کلمات سکھائے جن کو ہم خوف اور دہشت کی وجہ سے سوتے وقت پڑھتے تھے اور وہ کلمات یہ تھے ﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین کرتے تھے اور جو بچے کم سن ہوتے ان کلمات کو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کے گلوں میں یہ کلمات لکھ کر ان کا تعویذ ڈال دیتے تھے۔ (مسند احمد ابوداؤد حدیث 3893، ترمذی 2528، الترغیب حدیث 2384 غیر مقلدین کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو اپنی صحیح ترمذی میں درج کیا ہے نمبر 2793، مشکوۃ 2477)

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں تعویذ لکھنا یا گلے میں باندھنا سنت صحابہ ہے، جن تعویذ گنڈوں سے منع کیا ہے وہ کفار کے جنتر منتر کے تعویذ ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہوں۔ (مراۃ ج ۳ ص ۷۹)

علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں: قرآن مجید سے شفا طلب کرنے میں اختلاف ہے بایں طور کہ مریض یا ڈسے ہوئے پر سورہ فاتحہ پڑھی جائے یا کسی ورق پر لکھ کر اس کو تعویذ ڈال دیا جائے یا کسی طشتری میں لکھ کر اس کو دھو کر اس کا غسالہ اس کو پلا دیا جائے اس کے جواز پر لوگوں کا آج تک عمل ہے اور اس کے ثبوت میں آثار وارد ہیں، اگر تعویذ کسی لفافے (موم جامے) میں ہوں اور یہ کسی جنبی یا حائض کے بازو پر بندھے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۳۷۹ مطبوعہ عثمانیہ استنبول)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: امام مالک نے کہا ہے کہ جن تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ہوں ان کو بطور تبرک مریضوں کے گلے میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جب کہ لٹکانے والا اس سے نظر دور کرنے کا ارادہ کرے۔ ابن مسیب کے نزدیک قرآن مجید سے تعویذ لکھ کر کسی بانس وغیرہ پر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام باقر نے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کی مطلقا اجازت دی ہے، امام ابن سیرین کے نزدیک بچہ ہو یا بڑا تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، تمام شہروں میں ابتدائی زمانہ سے لے کر اب تک تعویذ لٹکانے کی مطلقا اجازت دی ہے، امام ابن سیرین کے نزدیک بچہ ہو یا بڑا تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، تمام شہروں میں ابتدائی زمانہ سے لے کر اب تک تمام لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج 15 ص 146 مطبوعہ داراحیاءالتراث بیروت)

علامہ قرطبی نے اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے، تعویذ لکھنے اور اس کے لٹکانے کا جواز بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت میں احادیث بیان کی ہیں اور جن احادیث میں تعویذوں کی ممانعت ہے ان کو زمانہ جاہلیت کے کفریہ اور شرکیہ کلمات پر محمول کیا ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۳۱۹) شرح مسلم ج ۶ ص ۵۵۴) تفسیر تبیان القرآن جلد ۵ ص ۳۹۳) سعودی نجدی تعویذ وغیرہ کے سخت خلاف ہیں جس کے گلے یا ہاتھ میں تعویذ دیکھ لیں اس کو جادوگر قرار دے کر جیل میں رکھتے ہیں اور پھر اسے جلا وطن کر دیتے ہیں۔ وہ اتنے جاہل ہیں کہ اپنے علماء کی کتابوں سے بھی ناواقف ہیں چنانچہ امام الوہابیہ ابن القیم نے تعویذ لٹکانے کے جواز میں بہت سے دلائل لکھے ہیں: مروزی نے اپنی سند سے بیان کیا کہ یونس بن حبان نے ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ آیا میں تعویذ لٹکاؤں؟ انہوں نے کہا اگر وہ تعویذ کتاب اللہ سے ہو یا اللہ کے نبی ﷺ کے کلام سے ہو تو اس کو لٹکا لو اور حسب استطاعت اس سے شفاعت حاصل کرو۔ خلال نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن امام احمد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (امام احمد) کو مصائب نازل ہونے کے بعد لوگوں کے لئے تعویذ لکھتے ہوئے دیکھا ہے جو ڈر جاتے تھے اور جن کو بخار چڑھ جاتا تھا۔ (زادالمعاد ج ۴ ص ۲۹۱، دارالفکر بیروت)

اب وہابیوں کو چاہئے کہ اپنے امام پر شرک کا فتویٰ لگائیں۔ یا دوسروں کو مشرک کہہ کر خود مشرک نہ بنیں۔

کیا صرف بغداد جل رہا ہے: ظالم، بدبخت منکر نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت کو غلط رنگ میں پیش کیا محبت کرنے والوں کو پجاری کہہ کر اپنی عاقبت مزید برباد کرڈالی ہے۔ وہ لکھتا ہے: اے عبدالقادر جیلانی کے پجاری کچھ ہوش کرو بغداد جل رہا ہے عبدالقادر جیلانی مدد کو کیوں نہیں آتے سوچو؟ جو لوگ عقل وخرد سے عاری اور سوچ وبچار سے فارغ ہیں وہ دوسروں کو سوچنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ دیکھئے اگر اسی طرح اولیاء کرام کی طاقت اور تصرف کا انکار کرتا ہے کہ چونکہ بغداد جل رہا ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بچانے نہیں آئے تو ثابت ہوا کہ وہ کچھ بھی نہیں کرسکتے پھر تو ان سے بڑا منکر اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی کہہ اٹھے گا کہ چونکہ بغداد جل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ مدد کو نہیں آیا یا بابری مسجد شہید ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد کو نہیں آیا، مسجد اقصیٰ کافروں کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کرکے اسے آزاد نہیں کرواتا، مقبوضہ کشمیر کے لوگ دن رات آزادی کی دعائیں مانگتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہیں کررہا اور ایسے ہی بہت سارے مقامات پر مسلمان کافروں کے ماتحت ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کیوں نہیں کرتا؟ لہٰذا سوچو اور اللہ تعالیٰ کا انکار کردو (معاذ اللہ استغفر اللہ)! تو یہ منکر وہاں ذلیل ورسوا ہوکر رہ جائیں گے لیکن سنی مسلمان بآواز بلند کہے گا کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور ان امور میں بھی بے شمار حکمتیں کار فرما ہیں جنہیں ہم نہیں سمجھتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی برحق اور اس کی قوت وطاقت اور مدد بھی برحق ہے ایسے ہی اولیاء کرام اور دیگر مخلوق اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے اور اس کی حکمت کے ماتحت ہے۔ لہٰذا نہ اللہ کی طاقت کا انکار ہے اور نہ ولیوں کی مدد کا انکار ہے۔ ہر کام میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے لیکن آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے اس بدبخت نے تین آیتوں کا ترجمہ بھی لکھ دیا کہ ,,اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تو اپنی جان کے لئے بھی کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے (یونس ۴۹) جبکہ یہ آخری جملہ ,,مگر جو اللہ چاہے،، ہمارے مسلک کی صداقت کی واضح دلیل ہے کہ ذاتی طور پر اختیار نہیں، ہاں اللہ کی عطا سے، جتنا وہ چاہے اتنا اختیار یعنی عطائی اختیارات ہیں۔ اس کے علاوہ سورۃ الانعام میں ہے کہ ہر تکلیف سے اللہ ہی بچاتا ہے اور یہ کہ کوئی تم سے تکلیف دور نہیں کرسکتا،، دونوں باتیں درست ہیں، ہر تکلیف سے اللہ ہی بچاتا ہے، انبیاء کرام واولیاء کو بھی اسی نے طاقت عطا فرمائی ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، اللہ کے مقرب بندے تو اس کی دی ہوئی طاقت اور اس کے اذن سے ہی مدد فرماتے ہیں وہ خود اعلان فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ ﴾

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں (سورۃ التحریم:۴، پارہ:۲۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾

اے مسلمانو! تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ:۵۵ پارہ:۶)

انبیاء کرام واولیاء عظام تو رہے ایک طرف اللہ تعالیٰ نے تو لوہے کے اندر بھی بہت فائدے رکھے ہیں (الحدید)

اے ولیوں کی شان کے منکرو! کچھ ہوش کے ناخن لو اور بتاؤ! تم بے ایمانی کا مظاہرہ کیوں کرتے ہو؟؟؟؟

صیاد کے دن تھوڑے ہیں.....!

انجام کی سنائی دیتی دستک.....! افغانستان سلطنتوں کے قبرستان....!

﴿علامہ محمد احمد ترازی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب طاقت کا بے دریغ استعمال، ظلم و بربریت اور انتہاؤں کو چھوتی ہوئی رعونت دستورِ عمل بن جائے، عدل و انصاف، امن و عافیت کا پرچم لہرانے اور انسانی حقوق کے گن گانے والی خود ساختہ مہذب دنیا اسی اصول کو زندگی کا ضابطہ قرار دے ڈالے تو پھر وحشت و درندگی کو لگام دینا ممکن نہیں رہتا، پھر وہی کچھ ہوتا ہے جو اتوار 11 مارچ کو افغانستان کے صوبے قندھار کے ضلع پنجوائی میں ہوا، جس میں نشے میں دھت امریکی فوجیوں نے چار گھروں میں گھس کر نو بچوں اور تین خواتین سمیت 16 بے گناہ افغان شہریوں پر وحشیانہ فائرنگ کر کے نہ صرف شہید کر ڈالا بلکہ اطلاعات کے مطابق ان جنونی قاتلوں نے کیمیائی مادہ چھڑک کر لاشیں بھی جلا دیں، یہ درحقیقت اُسی ہارر فلم کا ایک دہشت ناک منظر تھا جو گذشتہ ایک عشرے سے امریکی ڈائریکشن میں افغانستان کی سرزمین پر فلمائی جارہی ہے، جس میں ہر طرف بے ڈھب، مڑی تڑی بے گور و کفن لاشیں، دور تک بکھرے انسانی اعضاء اور اُن کے بیچوں بیچ اپنے صلیبی حواریوں کے ساتھ کھڑا امریکی فلم ڈائریکٹر اپنے چہرے پر سفاکانہ مسکراہٹ سجائے ہدایات جاری کر رہا ہے۔

اُمت مسلمہ کے لہو رنگ مناظر سے فلمائی ہوئی وحشت ناک مناظر سے بھرپور اِس فلم کی عکس بندی گذشتہ کئی عشروں سے دنیا کے مختلف مسلم ممالک میں جاری ہے، جس میں امریکی خونخوار درندے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں، بھوکے بھیڑیئے پاگل کتوں کی مانند انسانی جسموں کو بھنبھوڑ رہے ہیں، مظلوم مسلمانوں کی نعشوں پر رقص ابلیس کر رہے ہیں اور قصر ابیض کا مکین فلم ڈائریکٹر اپنے چیلوں کے ساتھ گہرے رنج و غم کا اظہار اور واقعہ میں ملوث افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا اعلان کر کے طفل تسلیاں دے رہے ہیں، دس سال سے یہی کچھ ہو رہا ہے، امریکی قاتل اپنے صلیبی حواریوں کے ساتھ مل کر قتل و غارت گری کا کھیل کھیل رہے ہیں، 7 اکتوبر 2001ء سے اب تک لاکھوں افغان شہری اس درندگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں، مگر ان کے قاتلوں کو دنیا کی کوئی عدالت انصاف کے کٹہرے میں لانے کی جرأت نہ کر سکی، اگر کسی کو انصاف کے کٹہرے تک لایا بھی گیا تو اُس کو قرار واقعی سزا نہ مل سکی، دنیا جانتی ہے امریکی انصاف کا دوہرا معیار ہے، جس میں ایک مسلمان عدم ثبوت و گواہ کے باوجود کڑی سے کڑی سزا کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے مگر امریکی شہری ثبوت اور گواہوں کے باوجود بھی معمولی سزا کا حقدار قرار نہیں پاتا، لہٰذا اس معاملے میں بھی حسب سابق وہی کچھ ہوگا جیسا پہلے ہوتا رہا ہے، لیکن اس تمام معاملے میں ایک بات بالکل واضح ہے کہ جس بے دردی سے پاکستان، عراق، لیبیا، شام، افغانستان اور دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے امریکہ اور اُس کے صلیبی حواریوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں کے وجود کو مٹا دیا جائے یا پھر انہیں اس قدر کچل دیا جائے کہ وہ کبھی سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکیں، یہی کام فلسطین میں امریکہ کا لے پالک اسرائیل اور مقبوضہ کشمیر میں ہندو بنیاء کر رہا ہے، سب کا مقصد ایک ہے، اُمت مرحوم کا خاتمہ، یہی وجہ ہے کہ وہ انسانوں کو اس طرح شکار کرتے ہیں جیسے وہ کوئی جنگلی جانور ہیں، یہ وہی فکر بیمار ہے جس کا اظہار کرتے ہوئے عراق اور افغانستان میں خدمات انجام دینے والے سابق جنرل جیمز میٹس نے کہا تھا کہ "ان لوگوں کو قتل کرنے سے بڑا مزا ملتا ہے۔" جنرل جیمز کے ریمارکس کی روشنی میں اس بات کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ صابرہ، شتیلہ، فلوجہ، راملہ، قلعہ جنگی، دشت لیلی، بلگرام اور قندھار جیسے انسانیت سوز واقعات کیوں پیش آتے ہیں، کیوں ہاتھ پاؤں بندھے قیدیوں کے

سینوں کو چھلنی کر دیا جاتا ہے، کیوں مردہ انسانوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی، اُن کے جسموں پر پیشاب کیا جاتا ہے، صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ تسکینِ طبع اور لطف اندوزی کیلئے کیا جا رہا ہے اور کیوں نہ کیا جائے کہ امریکہ کی پوری تاریخ برہنہ جارحیت، توسیع پسندانہ عزائم، کمزوروں پر لشکر کشی اور ظلم و جبر کے خونی ابواب سے مزین ہے، جس میں مسلمان کی جان و مال، عزت و آبرو کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

قندھار میں وقوع پزیر ہونے والا المناک واقعہ اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ افغانستان میں تعینات امریکی افواج شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور اب اس جنگ سے راہِ فرار چاہتی ہے، امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کیا پایا؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امریکہ اس جنگ میں اب تک بہت کچھ گنوا چکا ہے، اخلاقی انحطاط، معاشرتی زوال اور فوج میں بڑھتے ہوئے نفسیاتی امراض کے ساتھ اُس کی معیشت کو بھی گھن لگ چکا ہے، آج خوف کی صیبب پر لٹکی ہوئی امریکی حکومت اور عوام کے اعصاب مفلوج ہیں، رب کی مدد و نصرت اور میدانِ بدر کو فسانہ سمجھنے والے طاقت کے پجاریوں اور اسلحہ و بارود پر بھروسہ کرنے والوں کی زندگی میں یہ دن بھی آنا تھا کہ مٹھی بھر طالبان ناقابل تسخیر سپر پاور کا گھمنڈ خاک میں ملا دیں گے، ناقابل شکست سامراجی یلغار کا رخ موڑ دیں گے، لاکھوں ڈالر پھونک کر اور ہزاروں جانیں لے کر بھی امریکہ اس قبیلے کا کچھ نہ بگاڑ سکا، گذشتہ دس برسوں میں افغان سرزمین پر کتنا بارود برسا، کتنی بستیاں پیوند خاک ہوئیں، آگ و بارود کے اس کھیل نے کتنے انسانوں کو بھسم کیا، کتنی عورتیں بیوہ، بچے یتیم اور بزرگ بے سہارا ہوئے، کتنے لوگ زندگی بھر کیلئے اپاہج ہوئے، کسی کے پاس کوئی اعداد و شمار نہیں، کسی کے پاس ان سوختہ جانوں پر گزرنے والی قیامت اور تباہ کاریوں کی کوئی تفصیل نہیں، نہ کابل کے چغہ پوش میئر کے پاس، نہ سات سمندر پار سے آئے ہوئے لشکر چنگیز کے پاس اور نہ ہی دنیا میں حقوقِ انسانی کا راگ الاپنے والی این جی اوز کے پاس، ان دس برسوں میں امریکہ اور اُس کے حواریوں نے کیا کچھ نہیں کیا، اُس نے کسی تہذیبی قرینے، احترامِ آدمیت، جنگی قوانین اور جمہوری روایات کا پاس نہیں رکھا، بے دست و پا افغانیوں پر کون سا حربہ نہیں آزمایا، لیکن گرد و پیش سے بے خبر اور سود و زیاں سے بے نیاز یہ قافلہ سخت جاں زیر نہ ہو سکا، وہ افغان تحریکِ مزاحمت کو نہ کچل سکا، اس حریت کیش گروہ کی کلغی نہ جھکا سکا، وہ آج بھی زندہ اور پہلے سے زیادہ سر کشیدہ، سر بلند اور کمالِ استقامت سے معرکہ آرا ہیں، اُن کی صفوں میں کوئی خوف و ہراس کی لہر نہیں۔

سات سمندر پار سے افغانستان کو راکھ ڈھیر بنانے کا عزم لے کر آنے والے بھول گئے کہ طالبان کسی قبیلے اور گروہ کی نہیں ایک فلسفہ حیات کی جنگ لڑ رہے ہیں، وقت کی منہ زور قوتوں کے خلاف حق و صداقت کی جنگ، جس کے زمانے، مقام اور میدان بدلتے رہتے ہیں، لیکن کشمکش کبھی ختم نہیں ہوتی، اس جنگ کا جاری رہنا ہی اس کی اصل فتح ہے، یہ لوگ اُسی اُمتِ مرحوم سے نسبت و حوالہ رکھتے ہیں جس کے دامن میں ابھی تک چنگاریاں سلگ رہی ہیں، جس کی اُمیدوں کی راکھ کبھی سرد نہیں ہوتی، جس کے افراد اشکِ سحر گاہی سے وضو کرتے اور رضائے الٰہی کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں، وہ یہ بھی بھول گئے کہ رب کی ذات پر بھروسہ کرنے والے یہ وہ مردِ مومن ہیں جنھوں نے اپنا جینا مرنا اپنے رب کیلئے وقف کر دیا ہے اور جن کیلئے قادرِ مطلق "دشمنوں کی تدبیروں کو ایسے ہی اُن کے منہ پر الٹ دیتا ہے۔" مقابلے میں لاکھ تباہی و بربادی کے علمبردار اپنی تمام عسکری طاقت و وسائل بروئے کار کیوں نہ لائیں، پروپیگنڈے اور جھوٹ کے سہارے اپنی شکست خوردہ اور حواس باختہ سپاہ کو حوصلہ دینے کی کوشش کیوں نہ کرتے رہیں، مگر ڈائپر استعمال کرنے والی بزدل افواج کبھی بھی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے فاقہ کش مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتی، افغانستان کو جنگی تجربہ گاہ بنانے والا گھمنڈی امریکہ آج شکست خوردگی اور ذلت و رسوائی کے بھنور میں گرفتار ہے، گرداب بلا اُس کی گردن تک آ پہنچا ہے، آنے والا وقت اُس کی رعونت پر خاک ڈالنے والا ہے، صدیوں سے افغانستان کے کوہساروں کندہ تاریخ کہہ رہی کہ سلطنتوں کے قبرستان "افغانستان" میں اُس کی قبر تیار ہو چکی ہے اور فلم کا آخری منظر ان فاقہ کش مجاہدین کے ہاتھوں عکس بند ہونے جا رہا ہے، بے شک میرا رب ایمان والوں کے ایک چھوٹے گروہ کو بے ایمانوں کے بڑے گروہ پر غالب آنے کی بشارت پورا کرنے والا ہے۔

صبر کا ثواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا یھا الذین امنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ ان اللہ مع الصٰبرین ۔ (البقرہ:۱۵۳)

ترجمہ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

نیز فرمایا:

''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سناؤ ان صبر والوں کو کہ جب ان پر مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے، یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

انما یو فی الصابرون اجر ھم بغیر حساب (الزمر:۱۰)

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا اجر بھرپور دیا جائے گا۔

احادیث مبارکہ: ''حضرت سہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کے سارے ہی کام اس کے لئے باعث رحمت اور سبب خیر ہوتے ہیں اور یہ وصف کسی غیر مومن کو نصیب نہیں۔ دیکھو اگر اسے کوئی خوشی ومسرت نصیب ہوتی ہے تو وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے تو (یہ ادائیگی شکر) اس کے لئے اجر وثواب و بھلائی ہوتی ہے اور اگر اسے کوئی صدمہ ورنج پہنچتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب اور محبوب کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام بھجوایا کہ میرے بیٹے کا عالم نزع ہے، آپ ذرا تشریف لے آیئے، جواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بعد سلام کہلوا بھیجا کہ جو اللہ تعالیٰ نے لے لیا وہ بھی اسی کا ہے اور جو عطا فرمائے وہ بھی اسی کا ہے۔ اس کے ہاں ہر شی کی مدت مقرر ہے، اب تم صبر کرو اور اجر وثواب حاصل کرو۔

صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پیغام بھیجا اور قسم دلا کر کہلوایا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجلس سے اٹھے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور چند دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی تشریف لے چلے (وہاں جا کر) بچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے گود میں بٹھایا۔ دراں حالیکہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا

(اسی کیفیت کو ملاحظہ فرما کر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (آنسو دیکھ کر) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی آنکھوں سے آنسو؟ فرمایا 'ہاں یہ رقت قلب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے۔ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہے یہ رحمت رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحمدل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

صبر تو صدمہ کے اول وقت میں ہوتا ہے: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایسی عورت کے پاس سے گزر ہوا، جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''صبر کر'' وہ کہنے لگی بس آپ اپنے کام سے کام رکھئے، آپ کو وہ صدمہ نہیں ہے جو مجھے پہنچا ہے۔ وہ عورت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتی نہیں تھی۔ اسے بتایا گیا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ وہ عورت (اظہار معذرت کے لئے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر آئی، وہاں اس نے کسی دربان کو نہ پایا۔ عرض کرنے لگی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا۔ (اس لئے ایسی سخت بات کہہ دی) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ صبر تو صدمہ کے اول وقت ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ہر تکلیف پر ثواب ہے: عن ابی سعید و ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قال ما یصیب المسلم من نصیب ولا وصب ولا ھم ولاحزن ولا اذی ولا غم حتیٰ الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو تھکن، مرض، حزن و ملال، تکلیف و غم حتیٰ کہ کانٹے کی چبھن جیسی تکلیف نہیں پہنچتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس کا بدلہ میں معاف فرما دیتا ہے''۔

تعریفوں کا محل: ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ (روح قبض کرنے والے) فرشتوں کو فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں! (اللہ تعالیٰ پھر) فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کے دل کا پھل توڑ ڈالا ہے؟۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں!۔ تو اللہ کریم فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ (اس غم کے موقع پر) میرا بندہ کیا کہتا ہے؟۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ (وہ بندہ) تیری تعریف کرتا ہے اور انا للہ وانا علیہ راجعون پڑھتا ہے۔ پس اللہ کریم فرماتا ہے، میرے (اس صابر) بندے کے لئے جنت میں محل بناؤ اور اس کا نام رکھو 'تعریف کا محل'۔

صبر کرنے والوں کا مقام: ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندوں میں کسی بندے کی جان، اولاد یا مال میں مصیبت بھیجوں اور وہ صبر جمیل سے مصیبت کا سامنا کرے تو مجھے قیامت کے دن، اس کے اعمال کا وزن کرنے اور اس کے نامہ اعمال کھولنے سے شرم آئے گی (یعنی مصیبت پر صبر کرنے کے سبب وہ حساب و کتاب سے بری قرار دیا جائے گا)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی وفات: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم نزع کے عالم میں ہیں، حضرت عبدالرحمن بن عوف آپ کے پاس موجود تھے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت ابراہیم کے سرہانے پہنچے اور ملاحظہ فرمایا کہ ابراہیم جانکنی میں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو آغوش میں لیا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، فرمایا اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں، میرے آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے، اس کے سوا کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو۔ حضرت ابراہیم ستر دن کے تھے۔ جیسا کہ ابوداؤد نے ذکر کیا ہے، کچھ اور بھی روایات ہیں۔ اتنی بات واضح ہے کہ ڈیڑھ سال سے زائد نہیں تھے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ بھی روتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تو میت پر رونے سے منع فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''اے عوف کے فرزند جس حالت کا تم نے مشاہدہ کیا ہے، یہ میت پر رحمت وشفقت کا اظہار ہے جو کہ ایسی حالت کو دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور میں نے جو ممانعت کی وہ دو آوازوں کی بناپر ہے ایک وہ آواز جو گانے، لہولعب اور شیطانی مزامیر سے ہو اور دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت، اور میں منع کرتا ہوں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، رحم وشفقت کی وجہ سے ہے اور جو رحم وشفقت نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں ہوگا''

ایک روایت میں آیا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہوئے تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھی روتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

البکاء من الرحمة و الصراح من الشیطان.

رونا (آنسو بہانا) رحمت اور چیخنا چلانا شیطانی عمل ہے۔

(مدارج النبوت، موت کا منظر از علامہ بھترالوی)

مکتوب نبوی............ بنام............ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے نام خط بھیجا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان اور رحمت والا ہے (یہ خط) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف، تم پر سلام ہو، بے شک میں تمہاری طرف اس ذات کی حمد پیش کر رہا ہوں، جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ......امابعد!......اللہ تعالیٰ تمہیں عظیم اجر عطا فرمائے اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ بے شک ہماری جانیں، مال اور اہل وعیال سب اللہ تعالیٰ کی مبارک عطا سے ہیں۔ ہمارے پاس ایک وقت میں عاریتاً بطور امانت ہیں، ایک وقت مقررہ تک اللہ تعالیٰ ان سے ہمیں نفع عطا فرماتا ہے اور پھر مقررہ وقت پر ان کو واپس لے لیتا ہے۔ جب وہ ہمیں عطا کرے تو ہم پر شکر فرض ہے اور اگر ہمیں،

آزمائش میں مبتلا کرے تو ہمیں صبر کرنا لازم ہے۔تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک عطا تھی اور تمہارے پاس عاریتاً امانت تھی، تمہیں اس سے ایک وقت مقرر تک قابل رشک خوشی عطا کر کے نفع پہنچایا، اب تم سے وہ (واپس) لے کر تمہیں کثیر انعامات و رحمت اور ہدایات سے نوازنا چاہتا ہے۔ اگر تم اجر چاہتے ہو تو صبر کرو، جزع و فزع سے اپنے اجر کو ضائع نہ کرو، (اس فعل پر) تمہیں ندامت ہوگی۔ یہ یقینی طور پر جان لو کہ جزع و فزع کسی تقدیر کو ٹال نہیں سکتے اور نہ ہی کسی غم کو دور کر سکتے ہیں۔جس نے واقع ہونا ہے وہ ہو کر رہے گی۔ والسلام (رواہ الحاکم۔ مرقاۃ بحوالہ موت کا منظر از علامہ بختر الوی)

جیسے شب کی تاریکی میں ہو روز سحر پیدا
ہوتا ہے صبر کا بھی ایسے ہی ثمر پیدا
دو نیم صدف ہو تو ملے گوہر یکتائی
دل ہو جو شکستہ تو ہوتا ہے اثر پیدا

میت پر ماتم کرنا، پیٹنا حرام ہے: حدیث مبارکہ میں ہے۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر ضرب لگائی، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کے الفاظ کو (بے صبری میں) استعمال کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے، آپ کی زوجہ ام عبداللہ نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ آپ کو جب افاقہ ہوا، آپ نے فرمایا 'کیا تمہیں معلوم نہیں جو حدیث تمہیں بتا رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا'' میں اس شخص سے بیزار ہوں جس نے (بے صبری سے) بال منڈوائے، بلند آواز سے رویا یا کپڑے پھاڑے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

یہ چار رسمیں جاہلیت کی ہیں: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار رسمیں رہیں گی، جن کو وہ نہیں چھوڑیں گے، حسب میں فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب میں طعن کرنا، ستاروں سے بارش کا حساب لگانا اور نوحہ کرنا اور نوحہ (بین) کرنے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور اسے سیاہ رنگ کے تیل کی قمیض اور خارش زدہ کو پہنائی جانے والی کرتی پہنائی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

ان احادیث مبارکہ سے آئمہ کرام نے یہ نتیجہ حاصل کیا ہے کہ نوحہ کرنا حرام، میت کے کمالات گن گن کر بلند آواز سے آہ و بکا کرنا حرام، رخسار پر طمانچے مارنا حرام، گریبان پھاڑنا حرام، بال بکھیرنا حرام، چہرہ کو سیاہ کرنا حرام، چہرہ پر مٹی یا خاکستر ملنا حرام، مصیبت کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے بال منڈانا یا بال اکھیڑنا حرام، عام عادات کے خلاف مصیبت میں علیحدہ لباس پہننا حرام۔ غرضیکہ ہر وہ کام جو اس کی بے صبری پر دلالت کرے وہ حرام ہوگا۔ ہاں البتہ صبر کا دامن تھامے ہوئے تین دن تک سوگ منانا جائز ہے۔

......☆☆☆......

Monthly **AL-HAQIQA** April 2012
Reg.No. C.P.L.169

